اکتوبر
سوشلسٹ
انقلاب

کارین گیورکیان

عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب

اور

قومی آزادی

مرتب

کارین گیورگیان

1917 1977

سوویت دیس کتابچے

۱۹۷۷ء

فہرست

۱ عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب اور ایشیا، افریقہ ولاطینی امریکہ کی قوموں کی قومی آزادی کی تحریکوں سے متعلق بین الاقوامی سائینٹفک کانفرنس کے شرکاء کے نام — ۵

۲ بیسویں صدی کا عظیم واقعہ — ۷
جی۔ اے۔ علیئف

۳ نو استعماری حکمت عملی کے لئے ناکامی مقدر ہے — ۲۴
پی۔ این۔ فیدوسیئف

۴ مجاہدین آزادی کے ساتھ یک جہتی کا پشت پناہ — ۲۶
لوئی کوروالان

۵ ایک نئے طرز کی عظیم طاقت — ۲۸
ڈاکٹر غسان رفاعی

۶ سامراجی جارحیت کے خلاف جدوجہد میں سچا اتحادی — ۳۰
پھان وانگ کوانگ

۷ اکتوبر انقلاب کے نئے افق — ۳۱
پروفیسر ظفر امام

۸ اکتوبر انقلاب کا اثر ناقابل تسخیر ہے — ۳۲
لوئی کارلو پریستیس

۹ تمام قوموں کا عام تہوار — ۳۳
سویردا آگیرے ڈیل کریسٹو

۱۰ عوام الناس کی تخلیقی توانائی کا ابھار — ۳۵
یوسف الصباغی

۱۱ بنی نوع انسان کی تاریخ کا موڑ — ۳۷
یاسر ربو

۱۲ امن اور قوموں کی خوشحالی کا پشت پناہ — ۳۸
الفریڈو واریلا

۱۳ عوامی فتح کی فیصلہ کن شرط — ۴۰
پابلو البرٹو لوپیز

۱۴ اکتوبر انقلاب کے ناقابل تسخیر تصورات — ۴۰
جارج سیلندیکا

۱۵ سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے جنرل سکریٹری لیونڈ ایلیچ بریژنیف کے نام بین الاقوامی سائینٹیفک کانفرنس کے پیغام سے اقتباس — ۴۳

مئی ۱۹۷۷ء میں باکو میں بین الاقوامی سائنٹیفک سوویت افروایشیائی
یک جہتی کمیٹی، سوویت یونین کی سائنس اکادمی اور آذربائیجان کی کمیونسٹ
پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی طرف سے مشترکہ طور بلائی گئی تھی۔ کمیونسٹ و مزدور
پارٹیوں اور قومی آزادی کی تحریکوں کے نمائندے اور دنیا کے ستر ممالک
کی ممتاز سیاسی و عوامی شخصیتیں اس کانفرنس میں شریک ہوئیں زیر نظر
کتابچہ میں کانفرنس کی تقریر کے ساتھ ساتھ وہ تقاریر اور دستاویزات
بھی شامل کی گئی ہیں جو موضوع بحث کی خاص طور پر نمائندگی کرتی ہیں۔

عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب اور ایشیا، افریقہ و لاطینی امریکہ کی قوموں کی قومی آزادی کی تحریکوں سے متعلق بین الاقوامی سائنٹفک کانفرنس کے شرکا، کے نام

میں باکو میں منعقد ہونے والی اس سائنٹفک کانفرنس کے شرکا ر کو پرتپاک تہنیت پیش کرتا ہوں شاندار انقلابی روایات کے حامل اور محنت کی کامرانیوں کے امین باکو کے اس شہر میں ہی لینن کی پہل پر مشرقی عوام کی پہلی کانگریس بھی منعقد ہوئی تھی۔

تمام دنیا کے محنت کش عوام اس حقیقت کو روز افزوں طور پر تسلیم کرنے لگے ہیں کہ عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب دنیا کے لئے ایک تاریخی اہمیت کا حامل واقعہ تھا۔ اس نے انسان کے ہاتھوں انسان کے استحصال کا خاتمہ کرکے مساوی قوموں پر مشتمل ایک سوشلسٹ سماج کی تعمیر کا آغاز کیا۔ اکتوبر انقلاب نے انقلابی تبدیلیوں کے ایک نئے عہد کا آغاز کیا اور اس طرح آزادی و ترقی، امن و جمہوریت اور سوشلزم کے لئے بنی نوع انسان کی جدوجہد کے لئے راستہ کھول دیا۔

عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب نے قومی آزادی کی تحریکوں پر گہرا اثر مرتب کیا اور بین الاقوامی مزدور طبقے اور نوآبادیوں و محکوم ملکوں میں جبر و استبداد کی شکار قوموں کی جدوجہد کے دباؤ سے سامراج کا استعماری نظام ڈھیر ہو گیا درجنوں نئی ریاستیں نمودار اور آزادانہ ترقی کی راہ پر گامزن ہوئیں۔ یہ ممالک اپنی ریاستی حیثیت کی تشکیل سے متعلق دشواریوں پر قابو پاتے ہوئے اور اندرونی و بیرونی رجعت پرستی کی قوتوں کو دندان شکن جواب دیتے ہوئے قومی خودمختاری کے استحکام میں نیز سماجی، معاشی اور ثقافتی تبدیلیوں کو روبہ کار لانے میں مصروف ہیں۔ یہ نوعمر ریاستیں سامراج کے خلاف پورے عزم کے ساتھ جدوجہد میں مصروف ہیں جو کہ جدید استعماری طریقے اپنا کر ان ملکوں کو مسلسل استحصال کا شکار بنائے رکھنا چاہتا ہے اور ان کی سیاسی و معاشی زندگی پر کنٹرول حاصل کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ یہ ملک بین الاقوامی سطح پر مساوی، معاشی تعلقات کے قیام کے لئے اپنی مساعی کو تیز تر کر رہے ہیں۔ بہت سے نوآزاد ممالک ہیں انقلابی و جمہوری قوتوں کے زیر قیادت، جواب پہلے کے مقابلے میں کہیں زیادہ طاقتور ہیں، اپنی داخلہ و خارجہ پالیسیوں کے سوشلسٹ رخ کی بنیاد پر عوام الناس کے مفاد میں سماجی و معاشی تعلقات کے فرسودہ ڈھانچہ کی از سر نو تشکیل عمل میں آرہی ہے۔ عالمی امن اور بین الاقوامی صلح و آشتی کے مقصد کے حصول میں ان ریاستوں کی معاونت میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ امن، قوموں کی سلامتی ترک اسلحہ، قومی آزادی، جمہوریت، سماجی ترقی اور سوشلزم کے افکار و نظریات، ایشیا و افریقہ اور لاطینی امریکہ کے ملکوں میں گہری جڑیں پکڑتے جا رہے ہیں۔

سوویت یونین کے عوام کمیونسٹ سماج کی تعمیر میں حیرت انگیز کامیابیوں کے ساتھ اور سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی ۲۵ویں کانگریس کے فیصلوں کو روبہ عمل لاکر عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی ۶۰ ویں سال گرہ منا رہے ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ عظیم سوشلسٹ انقلاب کے تصورات کی اور ایشیا وافریقہ ولاطینی امریکہ کی قوموں کی قومی آزادی کی تحریکوں پر ان کے مرتب کردہ اثر کا عملی مطالعہ، استحصال نو استعماری غلامی اور نسلی امتیاز کی ہر شکل سے عوام کی سماجی وقومی نجات کے عمل کو آگے بڑھانے میں اور بھی معاونت کرے گا۔

مجھے پوری پوری امید ہے کہ کانفرنس میں شریک ممبران کی کوششیں مثبت نتائج کی حامل ہوں گی۔

ایل بریژنیف
سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی
مرکزی کمیٹی کے جنرل سکریٹری۔

بیسویں صدی کا عظیم واقعہ

جی۔ اے۔ علییف

سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے
سیاسی بیورو کے کنڈیڈیٹ ممبر اور
آذربائیجان کی کمیونسٹ پارٹی کے اوّل سکریٹری۔

عالمی تاریخ کی سرگزشت اپنے دامن میں بہت سے اہم واقعات اور کتنی ہی سرکردہ شخصیتوں کے ناموں کو سمیٹے ہوئے ہے۔ لیکن دنیا بھر کے عوام کے مقدرات پر اپنے اثرات کی وجہ سے عالمی تاریخ میں اکتوبر انقلاب کو سب سے زیادہ منفرد اور امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ تاریخ کسی ایسے نام سے واقف نہیں ہے جو ولادیمیر ایلیچ لینن کے نام سے زیادہ عظیم ہو۔ لینن جنھوں نے سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی بنیاد رکھی، اکتوبر انقلاب کو منظم کیا اور اس کے لئے تحریک عطا کی، جو دنیا کی پہلی سوشلسٹ ریاست کے خالق، روسی و بین الاقوامی مزدور طبقے کے رہنما، ایک عظیم مفکر اور انقلابی تھے۔

اکتوبر انقلاب کی ساٹھویں سال گرہ قوموں کی سوویت برادری کے لئے، بیرونی دنیا میں ہمارے دوستوں اور کرۂ ارض پر بسے ہوئے تمام دیانتدار لوگوں کے لئے ایک تہوار ہے یہ اس دور کی انقلابی قوتوں کی کامیابیوں کی آئینہ دار ہے۔

عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی سال گرہ سے متعلق تقریبات میں اس بین الاقوامی سائنٹفک کانفرنس کو ایک اہم مقام حاصل ہے اور اس کا ثبوت شرکار کانفرنس کے نام ہمارے عہد کے ممتاز سیاست داں اور مدبر لیونڈ ایلیچ بریژنیف کے پیغام تہنیت میں ملتا ہے، جو عظیم لینن کے مشن کو صدق دلی سے آگے بڑھا رہے ہیں۔ نیز امن جمہوریت اور سماجی ترقی کے لئے اور سامراج کے خلاف مسلسل جدوجہد میں مصروف ہیں۔ اس پیغام تہنیت میں عصر حاضر کے قومی اور جمہوری انقلاب کے آزادی کے جشن کی اور سماجی ترقی کی رفتار کو تیز تر کرنے میں ان کے رول کی اعلیٰ ستائش کی کی گئی ہے۔ یہ سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی اور سوویت ریاست کے اصول پسندانہ موقف کی وضاحت بھی کی گئی جو مصروف جہاد قوموں کی پورے عزم وثبات کے ساتھ طرفداری کرتی رہی ہیں۔

اکتوبر، ۱۹۱۷ء میں روس میں "فتح مند" ہونے والا سوشلسٹ انقلاب دراصل تاریخ میں پرولتاری انقلاب کی سب سے پہلی اور عظیم ترین فتح تھی۔ بیسویں صدی کا یہ اہم ترین واقعہ تھا جس نے بنی نوع انسان کے ارتقار کی روش کو یکسر تبدیل کر دیا۔ اکتوبر انقلاب نے تاریخ میں ایک نئے دور کا نجی ملکیت اور جبر واستحصال کی بنیاد پر قائم سماجی نظام کی

تباہی کے عہد کا، نیز سرمایہ داری سے سوشلزم میں عبور اور سماجی زندگی کے اعلیٰ ترین نظام کی برتری یعنی سوشلزم اور کمیونزم کے عہد کا آغاز کیا۔ عظیم اکتوبر انقلاب کی فتح کے نتیجے میں دنیا کی اوّلین سوشلسٹ ریاست وجود میں آئی جیسا کہ پرولتاریہ کے عظیم رہنماؤں مارکس، اینگلز اور لینن نے پیشن گوئی کی تھی، بنی نوع انسان نے ماقبل تاریخ صدیوں پہلے کے دور سے نکل کر اپنا فطری اور حقیقی تاریخ کی طرف پیش قدمی شروع کی۔

بیرونی مداخلت کاروں اور انقلاب دشمن طاقتوں کے خلاف شدید جدوجہد کے دوران، یہ سماج وجود میں آیا، اور انھیں حالات میں سوویت ریاست کو استحکام ملا اور اس نے ترقی کی اس نوعمر ریاست کو اندرونی اور بیرونی رجعت پرستی کی انتہائی شدید اور مسلح، سیاسی و نظریاتی مذاحمت پر قابو حاصل کرنا پڑا۔ لیکن زبردست مشکلات کے باوجود کمیونسٹ پارٹی کی زیر قیادت سوویت عوام ہی نے دنیا میں سب سے پہلے ایک ترقی یافتہ سوشلسٹ سماج کی تعمیر میں کامیابی حاصل کی، اور اس طرح انھوں نے سماجی انقلاب کی ایک انتہائی پیچیدہ مہم سر کرلی۔ یہ مہم اپنی جگہ پر ایک تخلیقی مہم تھی۔

اپنے وجود کے ۶۰ برسوں کے دوران اکتوبر انقلاب کی دھرتی کو قومی معیشت کے ہر ایک شعبے میں، ریاست کے تمام میدانوں میں، سیاسی سماجی اور ثقافتی زندگی کے تمام دائروں میں زبردست کامیابیاں ملی ہیں۔ قومی آمدنی کی سطح ماقبل انقلاب کی سطح سے ۶۵ گنا زیادہ بلند ہے۔ دنیا کی صنعتی پیداوار میں اس وقت سوویت یونین کا حصہ ۲۰ فیصدی ہے جب کہ انقلاب سے قبل کے روس کا حصہ ۴ فیصدی سے کچھ ہی زیادہ تھا۔ یہ اعداد و شمار اعلیٰ تکنیکی معیار کی حامل صنعت کی جدید شاخوں پر مشتمل ایک طاقتور سوشلسٹ صنعت کی، بڑے پیمانے کی مشین بند زراعت کی تیز رفتار سائنسی و تکنیکی ترقی کی نیز سوویت عوام کی مادی فلاح و بہبود میں اور ان کے ثقافتی معیارات میں استوار اضافہ کی نشاندہی کرتے ہیں۔

عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب نے ہمارے پورے کرۂ ارض پر زبردست انقلابی اثر مرتب کیا ہے۔ اس نے تاریخی سلسلۂ عمل کو غیر معمولی انداز میں تیز تر کیا ہے۔ دنیا دو سماجی نظاموں میں تقسیم ہوگئی: سوشلزم جس کا رخ مستقبل کی جانب ہے اور سرمایہ داری جو اپنے انحطاط کے دور میں داخل ہو چکی ہے۔ اکتوبر انقلاب کا تجربہ انقلابی جدوجہد کا نظریہ و عمل کا ایک لازوال خزانہ ہے۔

اکتوبر انقلاب کی بین الاقوامی اہمیت کا تذکرہ کرتے ہوئے لینن نے اس کے دو اہم پہلوؤں کی خصوصیت کے ساتھ نمایاں کیا تھا۔ اولاً انھوں نے اس لفظ کے وسیع تر مفہوم میں اس کے اثر کا تذکرہ کرتے ہوئے انھوں نے کہا تھا: "ہمارے انقلاب کے محض چند پہلو ہی نہیں بلکہ اس کے تمام بنیادی پہلو اور اس کے بہت سے ثانوی پہلو بھی، تمام ملکوں پر اپنے اثر کے اعتبار سے بین الاقوامی اہمیت کے حامل ہیں"۔ ثانیاً لینن نے اس لفظ کے محدود تر مفہوم میں اس کے اثر کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ "بین الاقوامی اہمیت کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ جو کچھ ہمارے ملک میں وقوع پذیر ہو چکا ہے وہ اپنا بین الاقوامی جواز رکھتا ہے یا یہ کہ بین الاقوامی سطح پر اس کا اعادہ تاریخی اعتبار سے ناگزیر ہے" (لینن، مجموعہ تصانیف، جلد ۳۱، صفحہ ۲۱)

عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب نے عالمی انقلابی تحریک کے تمام دستوں کو زبردست حوصلہ عطا کیا ہے۔ نیز بین الاقوامی مزدور تحریک اور قومی آزادی کی تحریک کے ارتقاء کے لئے نئے امکانات اور نئے پیش منظر روشن کئے ہیں۔ عظیم اکتوبر انقلاب کے زیر اثر قومی آزادی کی تحریکوں کے منطقے میں اور دوسرے بہت سے ملکوں میں کمیونسٹ پارٹیاں وجود میں آئیں۔ ۱۹۱۷ء میں کمیونسٹوں کی مجموعی تعداد محض چند ہزار تھی۔ اس وقت ۶ کروڑ ارکان پر مشتمل ۹۰ کمیونسٹ و مزدور پارٹیاں سماجی ترقی کے ہراول کے روپ میں مصروف سفر اور مزدور طبقہ نیز تمام محنت کش عوام کے مفادات کے لئے پوری سرگرمی اور عزم ثبات کے ساتھ برسرپیکار ہیں۔

اکتوبر انقلاب نے سرمایہ داری کی دنیا کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ جب کہ دنیا میں رونما ہونیوالے بعد کے انقلابی واقعات نے ہمارے کرۂ ارض کا چہرہ یکسر بدل دیا۔ دوسری عالمی جنگ کے دوران جرمن فاشزم اور جاپانی عسکریت پرستی کی شکست فاش نے نیز یوروپ، ایشیا اور لاطینی امریکہ کے ملکوں میں سوشلسٹ انقلابات کی فتح نے عالمی واقعات کی رفتار کو تیز تر کیا اور انقلابی سلسلۂ عمل کو نئی صفات سے روشناس کر دیا۔ سوشلزم کے عالمی نظام کا قیام عمل میں آچکا ہے اور اس کی بدولت بین الاقوامی میدان میں قوتوں کے ربط باہم میں انقلابی تبدیلی رونما ہوئی ہے۔ نبی نوع الانسان کی سماجی ترقی کے اس بنیادی رجحان اور بنیادی جہت نے اپنے آپ کو واضح طور پر عصر حاضر، میں واقعات کے کثیر رخی ارتقا میں۔ سوشلزم کے ملکوں کی قوت میں اضافہ کے روپ میں ظاہر کیا ہے۔ نیز اس کا اظہار عالمی انقلابی سلسلۂ عمل پر ان کی بین الاقوامی پالیسی کے مفید اثر میں اضافہ کی صورت میں بھی ہوا ہے۔ عالمی سوشلسٹ نظام کی تشکیل اور اس کی ترقی عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی فتح کے بعد کا دوسرا سب سے عظیم تاریخی واقعہ ہے۔

سوشلسٹ ملکوں کی طے کردہ شاہراہ نے اس بات کی واضح طور پر توثیق کر دی ہے کہ سرمایہ داری سے سوشلزم میں انقلابی عبور کی، ایک نئے سماج کی تشکیل کے سلسلۂ عمل کی ضابطہ بندی بعض معین قوانین کے ذریعہ ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس عبور کی شکل ہر ایک قوم اور ہر ایک ملک کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے۔ سوشلزم کی بنیادوں کی تعمیر کی امتیازی خصوصیتوں کا تعین ان تاریخی، معاشی اور سیاسی حالات کے ذریعہ ہوتا ہے جن میں سرمایہ داری و سامراج کے خلاف نیز نئے سماجی نظام کو روبہ عمل لانے کے لئے جدوجہد کی جاتی ہے۔ سوشلزم کی تعمیر کی شکلوں اور طریقوں کے اختلاف کے باوجود وہ ان میں اپنی روح اور اپنی اصل کے اعتبار سے یکسانیت پائی جاتی ہے۔ مختلف ملکوں کی قومی خصوصیات اور امتیازی حالات خواہ کچھ بھی ہوں، تاریخی تجربہ اس بات پر گواہ ہے کہ سوشلسٹ تعمیر کی عام شاہراہ ایک ہی ہے۔

عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب ایک عظیم بین الاقوامی اہمیت کا واقعہ ہے، کیونکہ اس نے سامراج کے استعماری نظام کے بحران کو ابھارا ہے نیز نو آبادیوں اور محکوم ملکوں میں کروڑوں لوگوں کو آزادی کے لئے جدوجہد کی ترغیب دی ہے۔ اکتوبر انقلاب سے قبل، سرمایہ دارانہ تعلقات کی مکمل بالادستی کے حالات میں استعماریت مخالف تحریکوں اور

بغاوتوں کے لئے عملاً ناکامی وشکست مقدر تھی ۔ روس میں سوشلسٹ انقلاب کی فتح نے جو سامراج دشمن جدوجہد کے دائرے کو وسیع کیا اور اس کی تنظیم میں وسعت پیدا کی ۔

مزدوروں کی باقاعدہ بین الاقوامی تحریک روز اول سے ہی مظلوم و محکوم قوموں کی جدوجہد کی مسلسل تائید و حمایت کرتی رہی ہے ۔ سائنٹفک کمیونزم کے بانیوں نے بورژوازی کے خلاف پرولتاریہ کی جدوجہد کے ساتھ سماجی اور قومی اعتبار سے جبر واستبداد کی شکار قوموں کی جدوجہد کے درمیان ایک قریبی اور نامیاتی ربط کی نشاندہی کی تھی ۔ کارل مارکس اور اینگلس کے یہ الفاظ کہ " ایک قوم جو دوسری قوموں کو جبر واستبداد کا نشانہ بناتی ہے خود بھی آزاد نہیں رہ سکتی " ۔ پرولتاریہ کی طبقاتی جدوجہد اور نوآبادیاتی و محکوم ملکوں کی انقلابی تحریک کے اتحاد کے متقاضی تھے ۔

قومی نوآبادیاتی سوال پر مارکس و اینگلس کے بنیادی حقوق ونتائج کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے لینن نے، نئے تاریخی حالات میں، نوآبادیوں اور نیم نوآبادیاتی ملکوں میں انقلابی جدوجہد کی حکمت عملی اور اس کے طریقہ کار کی جامع انداز میں صورت گری کی، اس کی تاریخی اہمیت اور فروغ کے امکانات کا تعین کیا ۔ لینن جو کہ عظیم ترین انقلابی، تمام قوموں کے رہنما اور معلم تھے ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ کے محنت کش عوام کی انقلابی صلاحیت اور تخلیقی قوتوں پر گہرا اعتماد رکھتے تھے ۔ لینن نے لکھا تھا : " نوآبادیاتی ملکوں کے محنت کش عوام الناس اور کسان اس حقیقت کے باوجود کہ وہ اب بھی کافی پسماندہ ہیں، عالمی انقلاب کے بعد کے مرحلوں میں ایک انتہائی عظیم انقلابی رول ادا کریں گے " انھوں نے عالمی تاریخ کے نئے عہد کو نہ صرف یہ کہ یورپ میں سوشلسٹ قوتوں کی فتح کے ساتھ بلکہ مشرق کی قوموں کی بیداری کے ساتھ جوڑا تھا ۔ ۱۹۱۹ء میں انھوں نے لکھا تھا : " سوشلسٹ انقلاب ہر ایک ملک میں مکمل طور پر یا بنیادی طور پر بورژوازی کے خلاف انقلابی پرولتاریہ کی جدوجہد میں ہوگا ۔ یہ بین الاقوامی سامراج کے خلاف سامراجی جبر واستبداد کی شکار تمام نوآبادیوں اور ملکوں کی جدوجہد نیز تمام محکوم ملکوں کی جدوجہد ہوگا ۔

(لینن، مجموعہ تصانیف، جلد ۳۰ صفحہ ۱۰۰)

سوشلزم کی بنیاد کی استواری جبر واستبداد کی شکار قوموں کی آزادی کے ایک نئے عہد کا آغاز تھی ۔ عالمی میدان میں قوتوں کے ربط باہم میں رونما ہونے والی انقلابی تبدیلیوں کے نتیجے میں قومی آزادی کے انقلابات کی ایک طاقتور لہر نے استعماری نظام کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور سامراج کی بنیادوں کو قابل لحاظ حد تک نقصان پہنچایا ہے ۔

سوویت روس فتح ونصرت سے ہمکنار ہونے والے اکتوبر انقلاب نوآبادیاتی و محکوم ملکوں کے لئے ایک مینارۂ نور تھا جس نے آزادی و خود مختاری کی خودان کی شاہراہ کو منور کر دیا تھا ۔ استعماری شکنجے سے رہائی اب ممکن بن چکی تھی، اب یہ دور کی منزل نہیں رہ گئی تھی ۔ سوشلسٹ انقلاب ایک ایسے ملک میں کامیاب وکامراں ہوا تھا جو جغرافیائی، معاشی اور تاریخی اعتبار سے صرف یورپ سے ہی نہیں بلکہ ایشیا سے بھی جڑا ہوا تھا ۔ آزادی کا اس کا

عظیم مشن اور وہ تمام مسائل جنھیں اس نے حل کیا تھا" یہ ساری چیزیں ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ کے ملکوں کے عوام کے دل و دماغ سے قریب تھیں۔

نیا روس، جلد از جلد حاصل کرنے کی خواہش مند مجبور و محکوم قوموں کی امید کا مرکز بن گیا۔ اس کی بے غرض مساوی امداد اور زبردست اخلاقی تائید و حمایت مشرق کی قوموں کے لئے جو سامراج کے خلاف جدوجہد میں مصروف تھیں، بنیادی اہمیت کی حامل تھی۔ زار شاہی روس کی سابقہ نوآبادیوں کی آزادی کے سلسلے میں نوعمر سوویت ریاست کے اوّلین فرامین اور دیگر اقدامات نے مشرق کے مجبور و محکوم عوام الناس پر زبردست اثر مرتب کیا۔ اکتوبر انقلاب کے اوّلین دنوں میں ہی سوویت حکومت نے وہ پالیسی دستاویزات مرتب کیں جن میں جبر و استبداد کی شکار قوموں کے معاملے میں سوویت پالیسی کے بنیادی اصولوں کا تعین کیا گیا تھا۔ ۸ نومبر، ۱۹۱۷ء کو منظور کئے جانے والے امن کے فرمان میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ سوویت حکومت غیر ملکی علاقوں پر قبضہ و تسلط کے خلاف نیز دنیا کے کسی بھی حصے میں کسی بھی بڑی یا طاقتور ریاست کے ذریعہ کسی چھوٹی یا کمزور قوم کو ہڑپ لینے کے خلاف ہے۔

"روس اور مشرق کے تمام محنت کش انسانوں کے نام" لینن، کی اپیل کے ان الفاظ کی صدائے بازگشت پوری دنیا میں سنی گئی" آپ کو اپنی زندگی کو اپنی خواہش کے عین مطابق خود ڈھالنا چاہئے، آپ کو اس کا حق حاصل ہے کیونکہ آپ کا مقدر خود آپ کے اپنے ہاتھ میں ہے"تاریخ میں پہلی بار اپنی قومی آزادی کے لئے نوآبادیاتی قوموں کی جدوجہد کے تئیں پرولتاری ریاست کے رویۂ کے نئے اصول وضع کئے گئے۔ یہ اصول سوویت ریاست کی خارجہ پالیسی کی بنیادی لائن بن چکے ہیں۔

نوعمر سوویت ریاست نے پورے عزم کے ساتھ اعلان کیا تھا: "ہماری مشرقی پالیسی سامراجی قوتوں کی مشرقی پالیسی کی عین ضد ہے۔ ہماری مشرقی پالیسی، مشرق کی قوموں کی خود مختار معاشی و سیاسی ترقی کے لئے کوشاں ہے اور اس معاملے میں ان کی ہر طرح سے تائید و حمایت کرے گی۔ ہمارے نزدیک ہمارا رول اور منصب ان قوموں کی بے غرض دوست اور اتحادی کا ہے جو مکمل طور پر خود مختار و معاشی و سیاسی ترقی کے لئے مصروف جہاد ہیں۔"

بین الاقوامی تعلقات کی تاریخ میں پہلی بار ایک ریاست کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا تھا کہ وہ اپنی قومی خود مختاری کے لئے منصفانہ جدوجہد میں مصروف قوموں کی اخلاقی اور مادّی طور پر تائید و حمایت کرے گی۔

عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے استعماریت مخالف کردار کا واضح طور پر مشاہدہ اس طرز عمل میں کیا جا سکتا ہے۔

یہ بات معنی خیز ہے کہ سوویت حکومت کے قانون سازی سے متعلق اوّلین اقدامات میں سے ایک" روس کی قوموں کے حقوق کا اعلان" کیا گیا تھا: روس کی تمام قومیتوں کے لئے مساوات اور اقتدار اعلیٰ کا حق۔ ان کے لئے آزادانہ طور پر خود ارادیت کا حق جس میں علیحدگی اختیار کرنے اور خود مختار ریاست کی تشکیل کا حق بھی شامل ہے؛ تمام قومی مراعات اور پابندیوں کا خاتمہ نیز تمام قومی اقلیتوں اور نسلی گروپوں کے لئے آزادانہ ترقی کا حق۔

کمیونسٹ پارٹی اور لینن فتح مند سوشلزم اور قومی آزادی کی قوتوں کے مضبوط اور قریبی اتحاد کو زبردست اہمیت دیتے تھے۔ اس پر نہ صرف یہ کہ قومی آزادی کی تحریک کے کامیاب ارتقا کا اور نئے حالات میں پرولتاری بین الاقوامیت پسندی کے اصولوں کی مزید ثروت مندی کا ہی انحصار تھا، بلکہ اس تائید و حمایت کا بھی انحصار اسی پر تھا جس کی اکتوبر انقلاب کی دھرتی کو ضرورت تھی۔ لینن کی تحریک پر ستمبر ۱۹۲۰ء میں باکو میں منعقد ہونے والی مشرق کی قوموں کی پہلی کانگریس ایک اہم واقعہ تھی۔ اس کے شرکا میں افغانستان، ہندستان، مصر، ایران، چین، کوریا شام، ترکی، جاپان، وسطی ایشیا کی قوموں اور قفقاز کے نمائندے شامل تھے۔ علاوہ ازیں اس کانفرنس میں برطانیہ فرانس، ریاستہائے متحدہ امریکہ، بلغاریہ، اسپین، آسٹریا، ہنگری اور ہالینڈ کے کمیونسٹ بھی شریک ہوئے تھے۔

کانگریس نے قومیتوں اور نوآبادیاتی سوالوں سے متعلق لینن کی تھیس کی مکمل طور پر تائید و حمایت کی جنھیں کومنترن کی دوسری کانگریس نے منظور کیا تھا، علاوہ ازیں اس کانفرنس میں متعدد دیگر مسائل بھی زیر بحث آئے جن میں بین الاقوامی صورت حال اور مشرق کے ملکوں میں سوویتوں کے مسائل نیز زرعی سوالات بھی شامل تھے۔ مشرق کی قوموں کی پہلی کانگریس نے کومنترن کی دوسری کانگریس کے فیصلوں کو قبول کیا اور اس کی بنیاد پر متعدد قراردادوں اور دو اپیلوں کے مسودے تیار کئے۔ ان میں سے ایک اپیل کا تعلق مشرق کی مصروف جہاد قوموں سے اور دوسری کا یوروپ، امریکہ اور جاپان کے محنت کش عوام سے تھا۔ ان پر زور دیا گیا تھا کہ وہ قومی آزادی کی تحریک کی تائید و حمایت کریں کانگریس نے نعرہ دیا تھا: "تمام ملکوں کے پرولتاری اور پوری دنیا کی مجبور و محکوم قومیں ایک ہو جائیں!" لینن نے اس نعرے کی تائید کی تھی۔

مشرق کی قوموں کی پہلی کانگریس نے قومی آزادی کی تحریک کے فروغ میں، تمام انقلابی دستوں کے اتحاد اور ان کی یگانگت کے استحکام میں اور سوویت روس کے ساتھ ان کی یکجہتی میں قابل ذکر رول ادا کیا۔

قوموں کی حق خود ارادیت اور مقتدر ریاستوں کی تشکیل سے متعلق حق کے نعرے سے سامراجیوں کے جبر و استبداد کی شکار قوموں نے گہری دلچسپی لی اور اسے اچھی طرح سمجھا۔ اس نعرے کی سائنٹیفک صورت گری لینن کے ذریعہ عمل میں آئی تھی اور نوعمر سوویت ریاست نے اسے عملی روپ دیا تھا۔ ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ میں روسی مزدور طبقہ اور کسانوں کے ساتھ یکجہتی کی ایک وسیع تحریک نے جنم لیا، مارکسی حلقے قائم کئے گئے، اور کمیونسٹ پارٹیوں کا ظہور ہوا۔ قومی شعور کی افزائش اور طبقاتی جذبے نے مصروف جہاد قوموں کے اندر سامراجی شکنجے سے اپنی آزادی کے امکانات اور روس میں سوشلسٹ انقلاب کی کامیابی کے گہرے رشتے کو سمجھنے کی اہلیت عطا کی۔

عظیم اکتوبر انقلاب کے زیر اثر قومی آزادی کی تحریکوں کے طاقتور ابھار کا نتیجہ منگولیا میں عوامی انقلاب کی فتح کی صورت میں، افغانستان کی آزادی کی صورت میں نیز ترکی کے قومی اقتدار اعلیٰ کے استحکام اور چین میں سامراجی موقفوں میں قابل ذکر اضمحلال کی صورت میں برآمد ہوا۔ ہندستان، عراق، شام اور مصر میں استعماریت

پرستوں کے پاؤں کے نیچے سے زمین سرکنے لگی۔ انڈونیشیا، ویت نام، برما، ایران، ملایا، فلپائن اور لاطینی امریکہ وافریقہ کے ملکوں میں قومی آزادی کی تحریک میں شدت پیدا ہوئی۔

عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی فتح کے ساتھ جبر و استبداد کی شکار محکوم قوموں کی انقلابی تحریک آزادی صفاتی اعتبار سے ایک نئی سطح سے ہمکنار ہوئی۔ ابھرتے ہوئے پرولتاریہ، کسانوں اور ترقی پسند دانشوروں نے قومی آزادی کی جدوجہد میں سرگرم دلچسپی لینی شروع کردی۔ ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ کے متعدد ملکوں میں کمیونسٹ پارٹیوں کا ظہور، مزدوروں اور کسانوں کی تحریک کے ایک نئے مرحلے کی علامت تھا۔ مزدوروں اور کسانوں کے اتحاد کی تشکیل اور وطن دوست قوتوں کو ایک واحد سامراج دشمن محاذ کے گرد اکٹھا کرنے کے حالات ظہور میں آئے۔

۱۹۱۹ء میں دنیا کے کل رقبے کا ۷۲ فیصدی حصہ اور آبادی کا ۶۹ فیصدی حصہ نوآبادیاتی و محکوم ملکوں پر مشتمل تھا۔ ۱۹۳۸ء تک یہ تناسب مل کر علی الترتیب ۵۹،۹ اور ۶۳،۶ فیصدی تک پہنچ گیا۔ ۱۹۶۰ء سے شروع ہونے والی دہائی کے اواخر تک ہمارے کرۂ ارض کے کل رقبے کا صرف ۶،۲ فیصدی حصہ اور آبادی کا ایک فیصدی سے بھی کم حصہ نوآبادیاتی شکنجے میں اسیر تھا۔ ۱۹۷۰ء سے شروع ہونے والی دہائی کے وسط میں پرتگال کی استعماری سلطنت ڈھیر ہوگئی۔

سابقہ نوآبادیوں اور نیم نوآبادیاتی ملکوں کی جگہ بین الاقوامی میدان میں درجنوں ایسی مقتدر ریاستوں نے لی ہے جو ایک سرگرم سامراج مخالف قوت کا حصہ ہیں۔ ۲۰ ویں صدی کے نصف آخر میں ہمارے کرّے کے وسیع عریض علاقوں میں برپا ہونے والے انقلابات آزادی استعماریت اور نسل پرستی کے بچے کھچے ٹھکانوں پر یلغار کر رہے ہیں۔

عظیم اکتوبر انقلاب کے بعد کے ۶۰ برسوں کے دوران استعماری غلامی کا تیز رفتاری کے ساتھ خاتمہ شروع ہوا اور اس کا مکمل استیصال عمل میں آیا۔ یہ ۶۰ سال ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ کی قوموں کی جدوجہد اور فتوحات کی تاریخ کے شاندار اوراق ہیں، جو زبردست سیاسی سرگرمی کے میدان میں اہم رول ادا کر رہی ہیں اور جنھوں نے ایک نئی خود مختار زندگی کی وسیع شاہراہ اختیار کی ہے۔

• • • •

ایک عظیم خدمت لینن نے انجام دی تھی جنھوں نے جبر و استبداد کی شکار قوموں کی سماجی ترقی کے جامع اور سائنٹیفک نظریہ کی صورت گری کی تھی۔ مارکس اور لینن کی تعلیم کو تخلیقی انداز میں فروغ دیتے ہوئے لینن نے ثابت کیا کہ نوآبادیاتی اور محکوم ملکوں کی قوموں کے لئے سرمایہ دارانہ ترقی کے تکلیف دہ مرحلے سے گذرنا ضروری نہیں ہے اور یہ کہ ترقی یافتہ ملکوں کے مزدور طبقہ کی تائید و حمایت سے اور فتح مند سوشلزم کی عظیم قوتوں پر بھروسہ کرکے وہ سرمایہ داری کے مرحلے سے گذرے بغیر سوشلزم تک پہنچ سکتی ہیں۔

غیر سرمایہ دارانہ ترقی کے واضح اور مربوط تصور کو جس کی صورت گری لینن نے کی تھی، ہمارے ملک

میں ایک ٹھوس پیکر ملا ہے۔ وسطی ایشیا، قزاخستان، سوویت شمال بعید اور دیگر خطوں کی قوموں کی سرمایہ دارانہ مرحلے سے گذرے بغیر سوشلزم تک پیش قدمی لینن کے تصورات کی فتح اور ان کی زبردست قوت حیات کی عملی تصدیق تھی۔ یہ ایک عظیم سماجی معاشی اور سیاسی تجربہ تھا جسے تاریخ میں پہلی بار لینن کی پارٹی اور سوویت سوشلسٹ ریاست کے ذریعہ روبہ کار لایا گیا تھا۔

اکتوبر انقلاب کی فتح کے اوّلین دنوں سے ہی سوویت مشرق اور زارشاہی روس کے تمام سرحدی علاقوں کی ترقی کی راہوں کے سوال کو لینن اور کمیونسٹ پارٹی کی انقلابی عملی اور سائنٹیفک نظریاتی سرگرمیوں میں ایک اہم مقام حاصل تھا۔ لینن اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ "یہ ایک عالم گیر سوال ہے اور اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہے۔"

(وی۔ آئی۔ لینن، مجموعہ تصانیف، جلد ۴۵ صفحہ ۲۹۸، انگریزی اڈیشن)

مشرق میں سوویت جمہوریاؤں کی تشکیل کی بین الاقوامی اہمیت پر زور دیتے ہوئے لینن اور پارٹی نے سوویت اقتدار اور عظیم اکتوبر انقلاب کے تصورات کو مشرق کے ملکوں میں مقبول بنانے کے سلسلے میں اس کی غیر معمولی اہمیت کی طرف توجہ مبذول کرائی تھی۔ لینن نے کہا تھا: "یہ جمہوریائیں اس حقیقت کا ثبوت اور اس کی تصدیق ہیں کہ سوویت حکومت کے تصورات اور اصول قابل فہم نیز نہ صرف یہ کہ صنعتی اعتبار سے ترقی یافتہ ملکوں میں، نہ صرف ان ملکوں میں جہاں پرولتاریہ کی طرح کی سماجی بنیاد ہے، بلکہ ان ملکوں میں بھی فوری طور پر قابل عمل ہیں جن کی اساس کسان ہیں۔"

(وی۔ آئی۔ لینن، مجموعہ تصانیف، جلد ۳۱، صفحہ ۴۹۰) لینن اور کمیونسٹ پارٹی اس کلیئہ کی بنیاد پر آگے بڑھے کہ جاگیردارانہ اور نیم جاگیردارانہ تعلقات کے حالات میں نیز قرون وسطیٰ کے طرز کے جبر و استبداد کے شکار قلیل تعداد پر مشتمل مزدور طبقہ اور غالب تعداد پر مشتمل کسانوں کی موجودگی میں محنت کش عوام کی سماجی نجات کے ساتھ وابستہ سلسلۂ عمل اور سوشلزم میں ان کے تدریجی عبور کی اپنی امتیازی خصوصیتیں ہوں گی۔ اس ضمن میں لینن نے سماجی ترقی کے اعتبار سے پس ماندہ ملکوں کے سوشلزم میں عبور کے عام قوانین اور سلسلۂ عمل کی امتیازی خصوصیتوں کے ربط باہم کے مسئلے کی نشاندہی کی اور انھیں انتہائی شاندار انداز میں حل کیا۔

سوشلزم کی تعمیر کے دور میں سوویت یونین کے پورے علاقے میں سماجی معاشی مسائل کے حل سے متعلق بنیادی طور پر یکساں اصولوں پر عمل کیا گیا۔ اسی کے ساتھ ساتھ پارٹی نے ہر ایک جمہوریہ کی امتیازی خصوصیتوں کو مدنظر رکھا اور اس کی بنیاد پر عبوری مدت کے دوران مختلف شکلیں اور طریقے اختیار کئے اور اس طرح ان کی صدیوں پرانی پسماندگی پر قابو پانے کی ضرورت کے ساتھ جڑے ہوئے پیچیدہ مسائل حل کئے۔

سوویت مشرق کے کمیونسٹوں سے خطاب کرتے ہوئے لینن نے کہا تھا: "انھیں روسی سوویت وفاقی سوشلسٹ جمہوریہ کی پوزیشن سے مختلف اپنی پوزیشن کی ندرت اور اپنی جمہوریہ کی ندرت کو ذہن نشین رکھنا چاہئے، اور یہ کہ انھیں ہمارے طریقہ کار کی ہوبہو نقل کرنے سے احتراز کی ضرورت کو محسوس کرنا چاہئے، بلکہ مختلف نوعیت کے ٹھوس حالات کے ساتھ مطابقت پیدا کرنے کے معاملے میں انھیں مختلف

انداز میں برتنا چاہیئے۔

(لینن، مجموعہ تصانیف جلد ۲۳ صفحہ ۳۱۶)

سوویت یونین میں سوشلزم کی تعمیر میں لینن قومیتی پالیسی کی عمل آوری سے متعلق نمایاں کامیابیاں حاصل کی گئیں۔ اپنی سماجی معاشی ترقی کی بنیادی سطح سے قطع ہمارے ملک کی تمام قومیں سوشلزم کی منزل تک ساتھ ساتھ پہنچیں۔

لینن اور سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی نے بنی نوع انسان کی جو ایک عظیم خدمت انجام دی ہے وہ ایک کثیر قومی سوشلسٹ ریاست یعنی سوویت سوشلسٹ جمہوریاؤں کی یونین (سوویت یونین) کی تشکیل کے آدرش کے لئے سائنٹیفک دلیل فراہم کرنے اور اسے کامیابی کے ساتھ روبہ عمل لانے میں مضمر ہے۔ سوویت یونین کی تشکیل عظیم اکتوبر انقلاب کے مقصد کا منطقی نتیجہ اور راست تسلسل نیز مزدور طبقہ کی سربراہی اور کمیونسٹ پارٹی کی قیادت میں تمام سوویت عوام کی انقلابی تخلیقت کا شاندار نتیجہ ہے۔ سو سے زیادہ قوموں اور قومیتوں کی ایک عظیم یونین وجود میں آئی ہے جسے برادرانہ دوستی نیز طبقاتی مفادات ومقاصد کی یگانگت کے رشتوں نے مضبوط ومستحکم بنایا ہے، اور عوام کی ایک نئی تاریخی برادری یعنی سوویت عوام کا ظہور ہوا ہے۔

ہمارے ملک کا تجربہ دنیا کی قوموں کے سامنے کمیونسٹ پارٹی اور سوویت ریاست کے ذریعہ قومیتوں کے صدیوں پرانے مسئلے کے کامیاب حل کی مثال پیش کرتا ہے۔ عالمی تحریک آزادی پر کثیر قومی سوشلسٹ ریاست کی تشکیل کے امکانی انقلابی اثر کا پیشگی اندازہ لگاتے ہوئے لینن نے اس وقت جب کہ سوویت یونین کی بنا استوار کی جا رہی تھی لکھا تھا کہ "یہ صرف ہمارے لئے ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کے لئے۔ ایشیا کی قوموں کے کروڑہا کروڑ لوگوں کے لئے، مستقبل قریب میں تاریخ کے اسٹیج پر ہماری تقلید کرنا جن کا مقدر ہے" زبردست اہمیت کی حامل ہوگی۔ (لینن، مجموعہ تصانیف، جلد ۳۶، صفحہ ۶۱۰) لینن کی اس ذہانت آمیز پیش گوئی کی تصدیق آج پہلے کے مقابلے میں کہیں زیادہ ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ کے ملکوں کی مثال کے ذریعہ ہو رہی ہے جو تاریخ کی صف اوّل میں ابھرے ہیں اور ایک قومی وسماجی احیاء کے انقلابی عہد سے گذر رہے ہیں۔

یہ تاریخی ناگزیریت کہ تمام ملکوں کو بالآخر سوشلزم کی منزل تک پہنچنا ہے، سماجی زندگی کی تنظیم کی مختلف شکلوں کو، معیشت کے انتظام کے مختلف طریقوں کو نیز معاشی وسماجی ترقی کی غیر یکساں شرحوں کو خارج از بحث قرار دینے کے بجائے انھیں ایک حقیقت کے روپ میں تسلیم کرتی ہے۔ یوروپ کی کمیونسٹ ومزدور پارٹیوں کی کانفرنس میں اپنی تقریر کرتے ہوئے لیونڈ بریژنیف نے کمیونسٹ تحریک کے جمع کردہ تجربے کی، "اس کے عام قوانین اور ٹھوس شکلوں کے تنوع دونوں ہی کا مظاہرہ کرتے ہوئے، انتہائی مختلف حالات میں سوشلزم کی تعمیر کے تجربے" کی زبردست اہمیت کا تذکرہ کیا تھا۔

اسی کے ساتھ ساتھ، شکلوں، طریقوں اور سوشلسٹ اصولوں پر سماج کے تغیر کی رفتار کے تعین کے لئے

الگ الگ ملکوں کی امتیازی خصوصیتوں اور ان کے الگ الگ خصوصی حالات کو مدنظر رکھنے کی ضرورت ایک پیشگی شرط کے روپ میں اس بات کو لازمی قرار دیتی ہے کہ سرمایہ داری سے سوشلزم میں عبور کے عام قوانین کا مسلسل پاس و لحاظ کیا جائے۔

یہی وہ چیز ہے جو سوویت یونین کے تاریخی تجربے میں ۔ اس چیز میں جو سب سے زیادہ اہم اور بنیادی ہے اور جو لینن کے بقول قوموں کو اس بات کی طرف مائل کرتی ہے کہ وہ روس کو اپنی توجہ کا مرکز بنائیں ۔ انقلابی قوتوں کی بے پناہ دلچسپی کی توجیہ کرتی ہے۔

• • •

عصری تحریک قومی آزادی کیفیتی اعتبار سے ارتقار کے ایک نئے مرحلے میں داخل ہو چکی ہے۔ اس کی بنیادی امتیازی خصوصیت اس بات میں مضمر ہے کہ نو آبادیاتی محکوم ملکوں کی قومی آزادی کا سلسلۂ عمل بڑی حد تک مکمل ہو چکا ہے اور سماجی نجات کے فریضے کو خود زندگی روز افزوں طور پر استواری کے ساتھ آگے بڑھا رہی ہے۔ عظیم لینن کی یہ پیشن گوئی سچ ثابت ہوئی ہے کہ نو آبادیاتی اور محکوم ملکوں کی قومیں قومی آزادی کی جدوجہد سے آگے بڑھ کر استحصال کار نظام کے مضبوط ٹھکانوں کے خلاف صف آرا ہوں گے اور اس طرح سامراج اور سرمایہ دارانہ نظام پر کاری ضرب لگائیں گے۔

قومی تحریک آزادی کے موجودہ مرحلے کی تفصیلی وضاحت نیز نو آزاد ریاستوں کی داخلی زندگی اور ان کی خارجہ پالیسیوں میں رونما ہونے والی مثبت تبدیلیوں کا گہرا تجزیہ سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی ۲۵ ویں کانگریس کے فیصلوں میں، لیونڈ بریژنیف کی رپورٹ اور بعد کی ان کی تقریروں میں کیا گیا ہے۔ سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی ۲۵ ویں کانگریس کو خطاب کرتے ہوئے لیونڈ بریژنیف نے کہا تھا کہ "آج کی دنیا کی تصویر کو دیکھتے ہوئے اس اہم حقیقت پر نظر ضرور پڑتی ہے کہ ان ریاستوں کے اثر و نفوذ میں قابل لحاظ اضافہ ہوا ہے جن کی حقیقت حال ہی تک نو آبادیوں یا نیم نو آبادیوں کی تھی۔ یہ بات پورے وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ ان کی اکثریت سامراج کے خلاف جدوجہد میں اپنے سیاسی و معاشی حقوق کا روز افزوں قوت کے ساتھ دفاع کر رہی ہے نیز اپنی خود مختاری کو مستحکم کرنے اور اپنے عوام کی سماجی، معاشی و ثقافتی سطح کو بلند کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

سازگار بین الاقوامی صورت حال عصری قومی آزادی کے انقلابات کے کامیاب ارتقار میں اور ان میں گہرائی و گیرائی پیدا کرنے کے عمل میں زبردست معاونت کر رہی ہے۔ سوویت یونین، سوشلسٹ برادری کے دیگر ملکوں اور تمام ترقی پسند قوتوں کی استوار و ثابت قدم جدوجہد نے بین الاقوامی تعلقات کے ارتقار میں ایک تاریخی موڑ کو یقینی بنایا ہے۔ یہ موڑ سامراج کی مسلط کردہ سرد جنگ سے پر امن بقائے باہم کی جانب، بین الاقوامی زندگی میں صف آرائی و کشیدگی سے صلح و آشتی اور باہمی مفاہمت کی جانب ہے۔ سوویت یونین

بین الاقوامی صلح و آشتی نیز ریاستوں کے باہمی تعلقات میں پرامن بقائے باہم کے اصولوں کی ترویج کو ریاستوں کے باہمی تعلقات کے حاوی و نمایاں رجحان کے روپ میں جاری و ساری کرنے کی وکالت کرتا ہے۔ امن پروگرام جیسے سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی ۲۴ویں کانگریس نے وضع کیا تھا اور ۲۵ویں کانگریس نے مزید آگے بڑھایا تمام امن پسند قوتوں کے لئے زبردست سرگرمیوں کا محرک اور ان کا لائحۂ عمل بن چکا ہے۔ سوویت یونین جو ہیلسنکی مفاہمت کا روح و معنی دونوں ہی اعتبار سے وفادار ہے، فوجی صلح و آشتی کی راہ ہموار کرنے، اسلحہ سازی کی دوڑ کی روک تھام نیز صلح و آشتی کے دائرہ عمل کو دنیا کے تمام خطوں تک وسیع کرنے اور اسے ناقابل تبدیل بنانے کے لئے مقدور بھر پوری پوری کوشش کر رہا ہے۔

سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی، مرکزی کمیٹی کے سیاسی بیورو اور بذات خود مرکزی کمیٹی کے جنرل سکریٹری لیونید بریژنیف کی طرف سے جو پائدار امن، قوموں کی سلامتی اور اس کے مابین تعاون کے لئے نیز بین الاقوامی تعلقات میں ایک نئے نظام کے قیام کے لئے جدوجہد میں نمایاں رول ادا کر رہے ہیں۔ امن اور سلامتی کے مقصد کے استحکام کے لئے بڑے پیمانے پر کام کیا جا رہا ہے۔ ان شریفانہ سرگرمیوں کو سوویت یونین کے تمام عوام اور ہماری دھرتی کی تمام امن پسند قوتوں کی پرجوش اور مکمل تائید و حمایت حاصل ہے۔

گذشتہ دہائی کے دوران بین الاقوامی تعلقات کے ارتقار کے میدان میں امن اور زبردست نوعیت کی مثبت تبدیلیوں کی وکالت کرنے والی قوتوں کو نمایاں کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ اس دس سالہ مدت کے دوران قومی تحریک آزادی کو بھی نئی اور بڑی بڑی کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ ویت نام کے دلیر عوام نے تاریخی فتح حاصل کی اور ویت نام کو ایک واحد سوشلسٹ جمہوریہ قرار دیا گیا۔ لاؤس کی وطن دوست کی فتح اور اس ملک میں ایک صف اوّل کی قوت کے روپ میں مارکسی لینن عوامی انقلابی پارٹی کا ظہور ایک انتہائی اہم واقعہ تھا۔ جمہوری کمپوچیا (کمبودیا) کے سامنے بھی خود مختارانہ ترقی کی راہ کھلی ہے۔

انڈوچائنا میں امریکی سامراج کی فوجی مداخلت کی شرمناک ناکامی اور اس ملک کی صورت حال میں رونما ہونے والی انقلابی تبدیلیوں نے پورے برّاعظم ایشیا کی صورت حال کو بہتر بنانے میں مدد دی، جہاں قوموں نے حقیقی سیاسی و معاشی خود مختاری کے حصول کے لئے، ایک دوسرے کے ساتھ اچھے پڑوسیوں جیسے تعاون کے فروغ کے لئے نیز ایشیا میں اجتماعی سلامتی کو یقینی بنانے کے لئے اپنی جدوجہد تیز تر کر دی تھی۔

افریقہ کی مصروف جہاد قوموں نے بھی نمایاں کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ نو آزاد، نو عمر ریاستیں آزاد ملکوں کی صف میں شامل ہوئی ہیں۔ گنی، بساؤ، موزامبیق، ساؤ توے اور پرنسپی نیز جزائر کیپ ورڈے، انگولا، جزائر کمورو اور سیشیلس کی قوموں نے قومی آزادی حاصل کی۔ جنوبی افریقہ اور رہوڈیشیا جیسے نسل پرستی و

رجعت پرستی کے ٹھکانوں نیز عالمی سامراج کی کٹھ پتلیوں کے خلاف قوموں کی جدوجہد تیز تر ہوتی ہے۔ انگولا اور موزامبیق میں شکست سے دوچار ہونے کے بعد اور جدوجہد آزادی میں مزید شدت کے خطرہ کے پیش نظر سامراجی قوتیں افریقہ کے جنوب میں نسل پرست راجوں کی فوجی قوت میں اضافہ کے لئے سرتوڑ کوشش کر رہی ہیں، تاکہ استعماریت اور نسل پرستی کے آخری ٹھکانوں کو بہ ہر قیمت محفوظ رکھا جا سکے۔

تاہم ان کوششوں کے لئے ناکامی مقدر ہو چکی ہے۔ افریقہ کے جنوبی علاقے میں محبان وطن اپنی جدوجہد کو تیز تر کر رہے ہیں، اس جدوجہد کی قیادت مسلّمہ لیڈروں اور جنوبی افریقہ کی افریقی قومی کانگریس (اے این سی) زمبابوے کا محبان وطن کا محاذ اور جنوب مغربی افریقہ کی عوامی تنظیم (سواپو) جیسی صف اوّل کی تحریکات آزادی کے ہاتھ میں ہے۔ انھیں سوویت یونین اور برادرانہ سوشلسٹ ملکوں کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی کمیونسٹ و مزدور تحریک اور تمام ترقی پسند انسانوں کی تائید و حمایت اور یک جہتی حاصل ہے۔

لاطینی امریکہ اور افریقہ کے ملکوں کے ساتھ ساتھ ایشیا میں رونما ہونے والی عظیم سیاسی تبدیلیاں قائل کن طور پر یہ دکھاتی ہیں کہ یہ نئی فتوحات عالمی سوشلزم اور قومی و سماجی آزادی کی قوتوں کے درمیان روز افزوں یک جہتی کی بدولت حاصل کی گئی ہیں۔ عظیم اکتوبر انقلاب کے بعد کی دہائیوں کے دوران سامراج کے غلبہ و تسلط کا دائرہ قابل لحاظ حد تک سکڑا ہے، یہ کمزور ہوا ہے، اس میں مضمر تضادات میں مزید گہرائی اور شدت پیدا ہوئی ہے جب کہ سرمایہ داری کا عام بحران مسلسل گہرا ہوتا جا رہا ہے۔ سرمایہ دار دنیا ایک گہرے معاشی بحران سے دوچار ہے۔ صنعتی کساد بازاری اور بے مثال افراط زر جس میں اسلحہ سازی کی دوڑ کے نتیجے میں مزید شدت پیدا ہو رہی ہے، بے روزگاری میں اضافہ، کام اور زندگی کے بدتر حالات اور روز افزوں طور پر بڑھتا ہوا استحصال، یہ ساری چیزیں جدید سرمایہ داری کی تازہ ترین معاشی اتھل پتھل کا نتیجہ ہیں۔

اپنے صدیوں کے غلبہ و تسلط کے دوران سرمایہ داری نے محنت کش عوام کی متعدد نسلوں کو ہمہ اقسام کی محرومیوں اور مصائب سے دوچار کیا ہے۔ اس کے جرائم کی فہرست میں دوسری بہت سی چیزوں کے علاوہ بدترین قسم کی دو جنگیں بھی شامل ہیں جنھیں اس نے شروع کیا تھا، اور کروڑوں انسانی جانیں جن کی بھینٹ چڑھ گئیں۔ ایک ایسا نظام جو "تہذیب" بربریت کا پیکر ہے۔ جو موت اور تباہی کے بیج بوتا ہے، جو بنی نوع انسان کے وجود تک کے لئے خطرہ بنا ہوا ہے، ظاہر ہے اس کا کوئی مستقبل نہیں ہو سکتا۔ تاریخ نے اس کے لئے موت مقدر کر دی ہے۔

سامراج کو قومی تحریک آزادی کے دائرے میں بھی زبردست ہزیمتوں کا سامنا ہے۔ تاہم سامراج کی عام پسپائی خوفناک قسم کے دفاعی معرکوں کے امکانات کو خارج از بحث قرار نہیں دیتی جس کا مقصد اپنے قدم کو مضبوطی کے ساتھ جمائے رکھنا، اپنی سازشوں کے جال کو وسیع تر کرنا نیز عارضی نوعیت کی جوابی اقدامی یلغار بھی ہو سکتا ہے۔ سامراج ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ میں اپنے موقفوں کے تحفظ اور ان کے استحکام کے لئے کوئی

بھی حربہ استعمال کرسکتا ہے۔ اس وقت سامراج صرف خالص سیاسی دباؤ کے طریقے ہی استعمال نہیں کرتا۔ وہ معاشی دباؤ کے انتہائی نفیس حربے استعمال کرتا ہے۔ نوآزاد ملکوں میں نظریاتی توسیع کے جال بچھاتا ہے اور سابقہ نوآبادیوں و نیم نوآبادیوں انفرادی طور پر لیڈروں کو اور سماجی سیاسی گروپوں کو رشوت دے کر اپنا ہمنوا بناتا ہے۔

سامراجی ان ملکوں سے خاص طور پر خفا ہیں جن کے عوام نے استعماری شکنجے سے رہائی حاصل کرنے کے بعد اپنی سماجی زندگی کو سوشلسٹ خطوط پر ڈھالنا شروع کر دیا ہے۔ اس کا مشاہدہ ویت نام کے جری عوام کے خلاف امریکی سامراج کے حملے میں کیا جا سکتا ہے۔ اس کا ثبوت کیوبا کی انقلابی تحریک کو کچلنے کے لئے اور سوشلسٹ تعمیرات کی شاہراہ پر اس ملک کی پیش قدمی کو روکنے کے لئے امریکی سامراج کی بار بار کی مساعی میں بھی ملتا ہے۔ لیکن کیوبا کے عوام کے عزم و ثبات اور ان کی شجاعت نے، تمام ترقی پسند انسانوں کی طرف سے ان کی دلیرانہ جدوجہد کی تائید و حمایت نے نیز سوشلسٹ ریاستوں اور مقدم طور پر سوویت یونین کے موقف نے آزادی کے اس سورما جزیرے کو اپنی انقلابی کامیابیوں کے دفاع میں مدد دی۔ کمیونسٹ پارٹی کی قیادت میں کیوبا کے عوام اپنے ملک میں کامیابی کے ساتھ ایک سوشلسٹ سماج تعمیر کر رہے ہیں۔ سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی ۲۵ ویں کانگریس میں تقریر کرتے ہوئے فیدل کاسترو نے کہا تھا: "ہمارے عوام نے انصاف اور آزادی کیلئے اپنی پر عزم و ثابت قدم جدوجہد کے ذریعہ، اپنا خون پسینہ بہا کر اور انقلابی آدرشوں کے تئیں اپنی وفاداری کے ذریعہ سوشلزم کے مقصد میں معاونت کی ہے۔ لیکن اکتوبر انقلاب کے بغیر، آپ کی برادرانہ تائید و حمایت اور یک جہتی نیز لینن کی قائم کردہ ریاست کے وجود کے بغیر ان چیزوں کا تصور تک محال تھا۔"

جہاں تک عالمی سامراجیت کا تعلق ہے وہ انقلابی سلسلۂ عمل کے ارتقاء کو روکنے کی ہر ممکن کوشش کر رہی ہے، کیوں کہ یہ اس کے مزاج سے مناسبت نہیں رکھتا۔ اس کی قزاقانہ فطرت کا مشاہدہ واضح طور پر چلی کے المیہ میں کیا جا سکتا ہے۔ سامراجی عوامی اتحاد کی قانونی حکومت کی ترقی پسندانہ جمہوری روش کو برداشت نہیں کر سکے۔ انھوں نے اس ملک کے داخلی معاملات میں کھل کر مداخلت کی اور ان کے اقدامات نے فوجی ٹولے کے فاشسٹ راج کے قیام کی راہ ہموار کی۔ انگولا کے خلاف سامراجی جارحیت اور زائرے کے داخلی معاملات میں بیرونی مداخلت اس بات کی مظہر ہیں کہ استعماری نظام کے احیاء اور اپنے کھوئے ہوئے غلبہ و تسلط کو کسی نہ کسی شکل میں بحال کرنے کے سلسلے میں سامراجی مختلف حربے استعمال کر رہے ہیں جن میں استعماری جنگوں کا آغاز بھی شامل ہے۔

جدید استعماریت نوآزاد ملکوں اور ان کے عوام کے خلاف کھلی جارحیت کے ارتکاب کے ساتھ ساتھ قومی آزادی کی تحریک پر دباؤ ڈالنے کے لئے دوسری شکلوں کا سہارا بھی لیتی ہے۔ سامراج نوعمر مقتدر ریاستوں کو دیئے جانے والے قرضوں اور امداد کو اپنی پالیسی کے اثر و نفوذ میں اضافہ کے لئے بطور وسیلہ استعمال

کرتا ہے۔ بہت سی مثالیں ایسی بھی ملتی ہیں کہ نوعمر ریاستوں کو وسیع پیمانے پر تشہیر کے ساتھ دی جانے والی امداد کو فی الواقع ان ملکوں پر سرمایہ دارانہ نظام مسلط کرنے کے لئے استعمال کیا گیا۔ ان ملکوں میں جہاں مقامی بورژوازی کی تعداد قابل لحاظ حد تک زیادہ ہے، سامراجی اسی کا سہارا لیتے ہیں۔ لیکن سابق نوآبادیاتی دنیا میں ان ملکوں کی تعداد بہت تھوڑی ہے یہی سبب ہے کہ جدید استعماری سابقہ نوآبادیوں اور نیم نوآبادیوں میں اپنے اثر و نفوذ کی سماجی بنیاد کو وسیع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

تاہم ترقی پسند قوتیں اس طرح کی مساعی کا ڈٹ کر مقابلہ کر رہی ہیں جو بجا طور پر سامراج کو استعماریت کا ہی دوسرا روپ تصور کرتی ہیں۔ ابھرتی ہوئی قومیں اپنی ترقی کے امکانات کو از کار رفتہ نظام یعنی سرمایہ دارانہ نظام کے بجائے ایک ترقی یافتہ سماجی نظام یعنی سوشلزم کے ساتھ وابستہ کرتی ہیں اور مستقبل ظاہر ہے اسی نظام کا ہے۔ گذشتہ تین برسوں کے دوران سوشلسٹ رخ اختیار کرنے والی ریاستوں کی صف میں حبشہ، بینن، انگولا، موزامبیق، گنی بساؤ، مڈغاسکر، لیبیا اور جزائر کیپ وردے جیسی ریاستیں شامل ہوئی ہیں۔ ایشیا و افریقہ میں مشترکہ طور پر ۱۵ کروڑ کی آبادی اور ایک کروڑ ۲۰ لاکھ مربع کلومیٹر کے مشترکہ رقبے پر مشتمل سوشلسٹ رخ کے حامل ملکوں کا ایک بڑا گروپ وجود میں آیا ہے۔

سوشلسٹ رخ کے حامل ملک تحریک قومی آزادی کی صف اوّل میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ وہ سامراج کے خلاف، سیاسی و معاشی آزادی کے استحکام کے لئے ثابت قدمی کے ساتھ جدوجہد کر رہے ہیں یہی وہ ممالک ہیں جہاں استحصال پر مبنی تعلقات کو انقلابی انداز میں ختم کیا جا رہا ہے، سیاسی اور سماجی زندگی کو جمہوری رنگ میں رنگا جا رہا ہے، مزدور طبقہ اور کسانوں کے اتحاد کو مستحکم بنایا جا رہا ہے نیز سائنٹفک سوشلزم پر یقین رکھنے والی ہراول کی پارٹیوں کی تشکیل عمل میں آ رہی ہے۔

ہم بہت سے نوآزاد ملکوں میں مارکسزم و لینن ازم اور تحریک قومی آزادی کے بتدریج ایک دوسرے میں ضم ہونے کا مشاہدہ کر چکے ہیں۔ تحریک قومی آزادی کے منطقہ میں مارکسی لینینی تصورات وسیع پیمانے پر پرچار اور طبقاتی قوتوں کی حدبندی کے خاتمہ کے عمل نیز عالمی سوشلزم کے روز افزوں اثر کا نتیجہ ایک ایسی صورت حال کے روپ میں برآمد ہوا ہے جسکے تحت انقلابی جمہوری پارٹیاں روز افزوں طور پر مارکسی اصولوں کی طرف مائل ہوتی جا رہی ہیں اور انھیں اختیار کر رہی ہیں۔ ویت نامی عوام کے رہنما ہوچی منہ نے لکھا تھا: "قومی نوآبادیاتی سوال سے متعلق مارکسزم لینن ازم کے اصولوں کی فاتحانہ توثیق مشرق کی قوموں کی جدوجہد آزادی کے دوران ہوئی جنھیں اکتوبر انقلاب نے زبردست ولولہ عطا کیا تھا اور جن کی تیز رفتار ترقی میں سوویت یونین ایک انتہائی اہم تاریخی عنصر کا رول ادا کر رہا ہے۔"

نوآزاد ملکوں کی جدوجہد کے موجودہ مرحلے کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ خارجہ پالیسی کے میدان میں ان کی سرگرمیوں میں نمایاں حد تک زبردست شدت پیدا ہوئی ہے۔ اس کا اظہار مختلف سمتوں میں ناوابستگی کی تحریک کی

195

سیاسی لائن میں، افریقی اتحاد کی تنظیم کی سرگرمیوں میں، اور ترقی پذیر ملکوں کے تشکیل کردہ مختلف معاشی اداروں و تنظیموں کی سرگرمیوں میں ہوتا ہے۔ امن و قوموں کی سلامتی کے لئے نیز بین الاقوامی کشیدگی میں کمی کے لئے مشترکہ جدوجہد میں ان کی معاونت میں استوار اضافہ ہو رہا ہے۔ نو آزاد ملکوں کی ترقی پسندانہ خارجی پالیسی کی روش پوری بین الاقوامی فضا کو بہتر بنانے میں مدد دیتی ہے اور ایک مساوی جمہوری بنیاد پر عصری بین الاقوامی تعلقات کے فروغ میں سہولت پیدا کرتی ہے۔ سوویت یونین، سوشلسٹ برادری کے ممالک اور امن و بین الاقوامی سلامتی کے حامی تمام لوگ ان کے اس موقف کو خاص کر، اپنی واضح سامراج مخالف جہت کے ساتھ ناوابستگی کی ان کی سیاسی لائن کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ سوویت یونین نو عمر قومی ریاستوں کی جائز امنگوں کی، سامراجی جارحیت اور استحصال کے خلاف ان کی جدوجہد نیز اپنے داخلی معاملات کے خود تصفیہ کے ان کے حق کی مکمل طور پر تائید و حمایت کرتا ہے۔ مشرقی وسطیٰ کے تنازعہ کے پرامن تصفیہ سے متعلق سوویت یونین کی تجاویز کو اسی روشنی میں دیکھنا چاہئے جن کے تحت مقبوضہ عرب علاقوں سے اسرائیلی فوجوں کی واپسی کا، اس علاقے کی تمام ریاستوں کے لئے اپنے آزاد وجود کو برقرار رکھنے اور سلامتی کے حق کا نیز فلسطین کے عرب عوام کی ان جائز قومی امنگوں کی تکمیل کا مطالبہ کیا گیا ہے، جن میں ان کے لئے خود ارادیت کے حق اپنی ریاست کی تشکیل کے حق کو تسلیم کرنا بھی شامل ہے۔

بیرونی اجارہ داریوں کی املاک کے قومی کرن کو معاشی خود مختاری کے لئے نو آزاد ملکوں کی جدوجہد کے ایک اہم عنصر کی حیثیت حاصل ہے۔ اس وقت اسطرح کی املاک کے قومی کرن کی شرح گذشتہ دہائی کے مقابلے میں دوگنی ہے۔ بہت سے نو آزاد ملکوں میں تیل کی کھدائی و صفائی، باکسائٹ، فاسفیٹ، خام لوہا و تانبے کی کان کنی نیز بینکوں اور بیمہ کمپنیوں کی سرگرمیوں جیسے اہم میدانوں میں غیر ملکی املاک کو قومی ملکیت میں لے لیا گیا ہے۔ اس محاذ کا مجاہدانہ ترقی پسند کردار روز افزوں طور پر واضح ہوتا جا رہا ہے، اس میں وسعت پیدا ہو رہی ہے اور اب یہ صرف چند الگ الگ ملکوں کا ہی نہیں بلکہ تحریک قومی آزادی کے پورے منطقے کا احاطہ کرتا ہے۔ بین الاقوامی اجارہ داریوں کے ساتھ الگ الگ ٹکراؤ کی جگہ ترقی پذیر ملکوں کے ثابت قدم مشترکہ اقدامات لے رہے ہیں جن کی بنیاد پوری عالمی معیشت کے ڈھانچے کے تحت پیداوار و تجارت کے مشترکہ اور اہم مسئلوں کے تعین پر ہے۔

معاشی ترقی کے لئے ترقی پذیر ملکوں کی جدوجہد امن پسند ملکوں کی مساعی کے ساتھ گہرائی کے ساتھ جڑی ہوئی ہے جو اسلحہ سازی کی دوڑ کے خلاف اور مکمل ترک اسلحہ کے حق میں آواز بلند کر رہے ہیں۔ اسلحہ سازی کی دوڑ صرف ترقی یافتہ سرمایہ دار ملکوں کے عوام پر ہی بھاری بوجھ نہیں بن رہی ہے بلکہ یہ نو آزاد ملکوں کو بھی اپنے فوجی اخراجات میں اضافہ کرنے اور مادی و مالی وسائل کا رخ تعمیری مقاصد کے بجائے ان کی طرف موڑنے پر مجبور کرتی ہے۔ اس وقت پوری دنیا کے مجموعی فوجی اخراجات کی رقم نو آزاد ملکوں کو دی جانے والی باضابطہ بین الاقوامی معاشی امداد کے مقابلے میں ۳۰ گنا زیادہ ہے۔ اگر اس رقم کے صرف ایک حصے کو ہی سماجی و معاشی ترقی کے لئے وقف کر دیا جائے تو ترقی پذیر ملکوں کی پوزیشن کتنی بہتر ہو سکتی ہے، اس کا تصور آسانی کے ساتھ کیا

جاسکتا ہے۔ سوویت یونین کی طرف سے ایک تجویز پیش کی گئی ہے کہ سلامتی کونسل کے مستقل ارکان اپنے فوجی اخراجات میں ۱۰ فی صدی کٹوتی کردیں اور اس طرح بچائی جانے والی رقم کا ایک حصہ نوآزاد ترقی پذیر ملکوں کی امداد پر صرف کیا جائے۔ فوجی ذخائر میں جزوی تخفیف اور مسلح افواج کی موجودہ سطح کا "انجماد" بھی صرف امن اور بین الاقوامی سلامتی کے مقصد کیلئے ہی نہیں بلکہ مجموعی اعتبار سے قوموں کی معاشی صورت حال کو بہتر بنانے کے معاملے بھی نمایاں اہمیت کا حامل ہوگا۔ اس کی بدولت ایک منصفانہ اور مساوی بنیاد پر عالمی معاشی تعلقات کی از سر نو تشکیل کے لئے اور دنیا میں ایک ایسے نئے معاشی نظام کے قیام کے لئے سازگار حالات پیدا ہوں گے جس سے نوآزاد ممالک اتنی گہری دلچسپی رکھتے ہیں اور جس کے لئے وہ سرگرم جدوجہد بھی کر رہے ہیں۔

قومی وسماجی قوتوں کی کامیاب ترقی کا انحصار فیصلہ کن طور پر عالمی سامراج مخالف محاذ کے تمام دستوں کے اتحاد پر اس پختہ تر برادرانہ اتحاد پر ہے جو ابھرتی ہوئی قوموں کو عالمی سوشلسٹ برادری کے ملکوں کے ساتھ اور ہمارے عہد کی تمام انقلابی وجمہوری تحریکوں کے ساتھ انتہائی مضبوط رشتوں میں منسلک کرتا ہے۔ ان قوتوں کے اتحاد کے لئے جدوجہد سے سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی اور سوویت ریاست کو گہری دلچسپی رہی ہے اور اب بھی ہے۔ سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی متحدہ سامراج مخالف محاذ میں پھوٹ ڈالنے کی تمام کوششوں کے خلاف آواز بلند کرتی رہی ہے اور آگے بھی کرتی رہے گی۔

ان اصولوں کی بنیاد پر آگے بڑھتے ہوئے اور معروف جہاد قوموں کے مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی چین میں ماؤوادی قیادت کی انتشار پسندانہ لائن کے خلاف ایک غیر مصالحانہ جدوجہد میں مصروف ہے جو ریاستوں کے درمیان بداعتمادی اور منافرت کے بیج بو رہی ہے نیز تحریک قومی آزادی اور عالمی سوشلسٹ برادری کے ملکوں کے درمیان اختلافات کی خلیج حائل کرنے کی کوشش کر رہی ہے تاکہ ہمارے عہد کی انقلابی قوتوں کو ایک دوسرے کے خلاف صف آرا کیا جاسکے اور ان کے بڑھتے ہوئے اتحاد کو نقصان پہنچایا جاسکے۔

تمام انقلابی و جمہوری قوتوں کے درمیان گہرے اتحاد کی ضرورت عالمی کمیونسٹ تحریک کے ظہور کے ساتھ ساتھ ابھری ہے جو ہمارے عہد کی انتہائی بااثر سیاسی قوت بن چکی ہے۔ عالمی سامراج مخالف قوتوں کے اتحاد عمل نے استعماری نظام کے انہدام کی راہ ہموار کی ہے، نوآبادیاتی و محکوم ملکوں کی قوموں کے سامنے سامراجی غلامی سے نجات کے حقیقی امکانات روشن کئے ہیں اور انھیں قومی وسماجی آزادی کے فریضوں کی کامیاب تکمیل کا موقع فراہم کیا ہے۔ فتح مند سوشلزم کے بین الاقوامی کردار کا واضح اظہار اس میں اور ساتھ ہی ساتھ مارکسزم لینن ازم کے نظریہ وعمل کی عمومیت میں نیز سامراج، استعماریت، ونسل پرستی کے خلاف اور امن، جمہوریت وسوشلزم کے لئے محنت کش وجبر واستبداد کے شکار عوام الناس کی جدوجہد میں نئی اور زیادہ شاندار کامیابیوں کی ضمانت میں ہوتا ہے۔ ہم اپنے رفیقان جہاد در

دوستوں کے لئے جن کے ساتھ ہمیں عظیم امنگوں کی یگانگت اور نصب العین کے اتحاد نے ایک مضبوط رشتے میں پرو رکھا ہے، ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ کی تمام قوموں کی قومی آزادی اور سماجی ترقی کے منصفانہ مقصد میں مکمل کامیابی کی تمنا کرتے ہیں۔

نو استعماری حکمت عملی کے لئے ناکامی مقدر ہے

پی۔ این۔ فیدوسئیف
سوویت یونین کی سائنس اکادمی کے نائب صدر

آزاد اور مساوی حیثیت کی حامل جمہوریاؤں کی ناقابل شکست یونین اور سوویتیوں کی سرزمین کی قوموں کی اخوت و دوستی عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی سب سے بیش قیمت کامیابی ہے۔ سوویت ریاست کی تاریخ قومی تعلقات سے متعلق لینینی اصولوں کی زبردست قوت حیات کی مظہر ہے۔ کمیونسٹ پارٹی اور سوویت ریاست نے زارشاہی روس کے سابقہ دور دراز کے علاقوں کی صدیوں پرانی پس ماندگی کا خاتمہ کر دیا نیز ان کے لئے تیز رفتار معاشی و ثقافتی ترقی کے مواقع کو یقینی بنایا اور مقامی ہنرمند علم کی تربیت کے حالات پیدا کئے۔

اس وقت سوویت یونین کی قوموں کا کثیر قومی خاندان مختلف قومیتوں سے تعلق رکھنے والے محنت کش عوام کی دوستی اور برادرانہ تعاون کی شاندار مثال ہے، جو کمیونزم کی تعمیر کے فریضوں کی تکمیل کے لئے ضروری ہے۔

عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب نے بین الاقوامی مزدور طبقہ کی تحریک کے تمام دستوں کو زبردست انقلابی ولولہ عطا کیا ہے اور نوآبادیاتی و نیم نوآبادیاتی ملکوں میں قومی آزادی کی جدوجہد کے نئے امکانات روشن کئے ہیں۔ اکتوبر انقلاب کی فتح کے بعد بین الاقوامی میدان میں قوتوں کے نئے ربط باہم کی بنیاد پر لینن نے سامراج مخالف جدوجہد کے لئے وسعت پذیر سماجی تائید و حمایت اور اس میں سماج کے وسیع تر حصوں کی شرکت کے بارے اپنا معروف نتیجہ اخذ کیا۔

عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد سے اس کرہ ارض کے سیاسی و سماجی پہلو اس حد تک بدل گئے ہیں کہ ان کو پہچاننا محال ہے۔ دوسری عالمی جنگ میں فاشزم اور جاپانی عسکریت پرستی کی شکست فاش اور یوروپ و ایشیا کے متعدد ملکوں میں سوشلسٹ انقلاب کی فتح نے ایک سوشلسٹ عالمی نظام کے ظہور کی راہ ہموار کی بین الاقوامی میدان میں قوتوں کے ربط باہم رونما ہونے والی زبردست تبدیلیوں اور قومی آزادی کی جدوجہد میں زبردست ابھار کے نتیجے میں سامراج کا استعماری نظام پاش پاش ہو گیا۔ اب شرمناک استعماری نظام کی باقیات کے خاتمہ کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ اس وقت قومی آزادی کی جدوجہد نو استعماریت کو اپنا نشانہ بنائے ہوئے ہے۔

نو آزاد ممالک سامراج کے خلاف جدوجہد میں اپنے سیاسی و معاشی حقوق کا روز افزوں قوت کے ساتھ دفاع کر رہے ہیں۔ اپنی خود مختاری کے استحکام نیز اپنی قوموں کی سماجی، معاشی اور ثقافتی ترقی کی سطح کو بلند تر کرنے کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ حالیہ برسوں کے دوران نسبتاً زیادہ ملکوں نے سوشلسٹ رخ کی حامل شاہراہ اختیار

کی ہے۔ یہ حقیقت لینِنی تھیسس کی اس صداقت کی توثیق کرتی ہے کہ عصر حاضر میں پس ماندہ ممالک سرمایہ دارانہ مرحلے سے گذرے بغیر سوشلزم کی جانب پیش قدمی کرسکتے ہیں۔ سوشلسٹ رخ کے حامل عرب، افریقی اور ایشیائی ملکوں کی معاشی و سماجی زندگی میں قابل ذکر کامیابیاں حاصل کی گئی ہیں۔

سامراجی سابقہ نوآبادیوں و نیم نوآبادیاتی ملکوں میں اپنے غلبہ و تسلط کے خاتمے کے حالات کو انگیز نہیں کرسکتے ہیں۔ سامراجی طاقتیں اور ان ملکوں کی رجعت پرست قوتیں نوعمر ریاستوں کو درپیش ان گنت دشواریوں سے فائدہ اٹھانے کے درپے ہیں، وہ ان کی پس ماندگی کو جوان کے حالیہ نوآبادیاتی ماضی کا ورثہ ہے، اپنے حق استعمال کرنے کی کوشش کررہی ہیں بہت سی مقتدر ریاستوں کے اپنے علاقوں میں اب بھی سامراجی فوجی اڈے موجود ہیں جو قومی آزادی کی قوتوں پر براہ راست فوجی، سیاسی اور نفسیاتی دباؤ ڈالنے والی اگلی چوکیوں کا کام دیتے ہیں عصری نوآستعماری جو بین الاقوامی صلح و آشتی کے سلسلۂ عمل کو تباہ کرنے کے درپے ہیں۔ تیسری دنیا میں مقامی تنازعات اور جنگوں کو ہوا دینے کی کوشش کررہے ہیں اور اس سلسلے میں اکثر و بیشتر سامراجی ریاستیں کھلی جارحیت کا ارتکاب بھی کرتی ہیں۔

سامراجی ترقی پسند لیڈروں کے خلاف انقلاب دشمن سازشوں، اقتدار پر قبضہ کرنے کی کوششوں اور دہشت گردی کے اقدامات کی سرپرستی کرتے ہیں۔ وہ دشمن فوجی آمریتوں کی تائید و حمایت کرتے ہیں۔ قومی و قبائلی جھگڑوں کو ہوا دیتے ہیں، دائیں بازو کی قومی و علیحدگی کی تحریکوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں نیز کمیونسٹ دشمن، نسل پرست و شاونی پروپیگنڈے میں شدت پیدا کررہے ہیں۔

سامراجی طاقتیں خاص طور پر اپنے آپ کو سابقہ نوآبادیوں و محکوم ملکوں کی لوٹ کھسوٹ اور ان کی معاشی و ثقافتی پس ماندگی سے بری الذمہ قرار دینے کی کوشش کررہی ہیں۔ انھیں اپنی ان کوششوں میں ہتی بورژوا مہم پسندوں کی بھرپور تائید و حمایت حاصل ہے جو یہ کہتے ہیکہ یہ ذمہ داری سامراجی ریاستوں اور سوشلسٹ ملکوں دونوں پر ہی یکساں طور پر عائد ہونی چاہئے، یہ لوگ ترقی پذیر ملکوں کو سوویت یونین اور پوری عالمی سوشلسٹ برادری کے خلاف صف آرا کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔

تاہم، مغرب کے عظیم مالیاتی، مادی اور تکنیکی وسائل نیز اس کی زبردست پروپیگنڈہ مشین کے باوجود استعماریت الگ الگ ملکوں اور بحیثیت مجموعی پورے علاقے میں شکست پر شکست سے دوچار ہورہی ہے۔ تاریخی ارتقاء کی روش اس حقیقت کی مظہر ہے کہ، آخری تجزیہ کے طور پر، نوآستعماری حکمت عملی کے لئے ناکامی مقدر ہوچکی ہے۔

سوویت یونین اور دیگر سوشلسٹ ممالک نوعمر ترقی پذیر ریاستوں کو معاشی خودمختاری کے لئے ان کی جدوجہد میں نیز، سامراج و نوآستعماریت کے خلاف اور مساوی و منصفانہ بین الاقوامی معاشی تعلقات کے لئے، سامراجی استحصال سے مکمل نجات کے لئے اور اپنے مقدر کا اپنے آپ فیصلہ کرنے کے حق کے لئے ان کی جدوجہد میں ہر ممکن امداد دے رہے ہیں۔ عالمی سوشلزم اور قومی آزادی کے روز افزوں طور پر مضبوط تر اتحاد کا عملی اظہار اپنی تائید و حمایت میں ہوتا ہے۔

مجاہدین آزادی کے ساتھ یک جہتی کا پشت پناہ

لوئی. کوروالان
چلی کی کیمونسٹ پارٹی کے جنرل سکریٹری

اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی بدولت نبی نوع انسان کی پوری تاریخ انتہائی زبردست تبدیلیوں سے ہمکنار ہوئی۔ اکتوبر انقلاب کی ہی بدولت روسی پرولتاریہ نے اپنی زنجیریں توڑدیں، سوشلزم کے عہد کا آغاز کیا نیز اپنی نجات کے لئے قوموں کی جدوجہد کے ایک نئے مرحلے کا افتتاح کیا۔

۶۰ سال قبل نبی نوع انسان کی اکثریت نہ صرف سماجی بلکہ استعماری جبرواستبداد کی بھی شکار تھی۔ استعماری نظام کی تباہی اکتوبر کے دھماکے ساتھ انقلاب دشمنوں اور سامراجی مداخلت کی شکست کے ساتھ، دوسری عالمی جنگ میں فاشزم پر سوویت یونین کی فتح کے ساتھ اور بین الاقوامی میدان میں سوویت ریاست کو حاصل ہونے والے مرتبہ اور وقار کے ساتھ ناقابل شکست طور پر جڑی ہوئی ہے۔

زارشاہی روس کی بہت سی چھوٹی اور بڑی قوموں کو لوٹ کھسوٹ رہی تھی لیکن اکتوبر سوشلسٹ انقلاب نے اس وسیع ملک کو مساوی قوموں کے ایک خاندان میں تبدیل کردیا۔ لینن کے تصورات کے عین مطابق سوویت یونین میں قومیتوں کے مسئلے کو کامیابی کے ساتھ حل کیا جاچکا ہے۔ سوویت یونین کی تمام جمہوریاؤں علاقوں، خطوں اور اضلاع کو متوازن ترقی حاصل ہوئی اور ان وسائل کی دریافت عمل میں آئی جن سے لوگ اب تک ناواقف تھے۔ ان قوموں نے جو کل تک انتہائی پس ماندگی اور قوت لایموت کے حالات سے دوچار تھیں، آج حقیقی معنوں میں ایک خوش حال ریاست کا روپ اختیار کرچکی ہیں۔ وہ قومیں جن کے پاس اپنے حروف تہجی بھی نہیں تھے اب ثقافت، سائنس اور ٹکنالوجی کی تمام برکتوں سے استفادہ کررہی ہیں۔ چھ دہائیوں میں جو راستہ طے کیا ہے۔ اس کے لئے دوسری قوموں کو صدیاں درکار ہوتی ہیں۔

اکتوبر انقلاب کی حاصل کردہ تاریخی تبدیلی نے، مزدور طبقہ کی عظیم فتح نے فطری طور پر دنیا کی صورت حال پر انتہائی گہرا اثر مرتب کیا ہے۔ اکتوبر انقلاب نے قوموں کو اپنی طرف اس طرح کھینچا ہے جس طرح چاند جوار بھاٹے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اس نے پرولتاریہ کو جوش و خروش سے معمور کیا اور نبی نوع انسان کے دل کو مسحور کرلیا۔ اس انقلاب نے استحصال کاروں کو بدحواس کردیا اور استحصال کے شکار قوموں میں نجات کی حقیقی امید کی جوت جگائی۔

اکتوبر انقلاب کا اثراب بھی بدستور محسوس کیا جارہا ہے۔ پہلا فتح مند سوشلسٹ انقلاب علم و تجربے کا سرچشمہ ہے، اور اسکی اتل ادین یعنی سوویت یونین اس وقت عالمی صورت حال پر فیصلہ کن اثر مرتب کررہا ہے۔ اس کی بدولت قوتوں کا عالمی توازن ترقی کی قوتوں کے حق میں تبدیل ہوگیا ہے۔

حالیہ برسوں کے دوران چلی کے عوام کو انقلابی ابھار کی مسرتوں کا تجربہ ہوا اور وہ انقلاب دشمن قوتوں کی کامیابی کی دہشتناکیوں سے واقف ہوئے۔ لیکن غم اور خوشی، دونوں ہی صورتوں میں انھیں سوویت عوام اور ان کی مارکسی لیننی ہراول کی یکجہتی اور تائید و حمایت حاصل رہی۔

اپنے وجود کے تین برسوں کے دوران چلی کی عوامی اتحاد کی حکومت کو سوویت یونین اور سوشلسٹ برادری کے ملکوں کی گراں قدر تائید و حمایت حاصل رہی۔ اس میں صرف اخلاقی ہی نہیں بلکہ مادی امداد بھی شامل تھی۔

فوجی ٹولے کے ذریعہ اقتدار پر قبضہ کرنے کے بعد چلی کے عوام کو سوویت یونین کی بھرپور یکجہتی حاصل رہی۔ بیننن کی تم جموئی چلی کے عوام کے ساتھ یکجہتی کی تحریک، کی حقیقی پشت پناہ رہی ہے اور اب بھی ہے۔ سوویت یونین تمام بین الاقوامی فورموں میں چلی کے عوام کی تائید و حمایت کرتا ہے اور ان جرائم کی پرزور مذمت کرتا ہے جن کا فاشسٹ فوجی ٹولہ روزانہ ارتکاب کر رہا ہے۔ خود اندرون ملک ہزاروں لوگ ریڈیو ماسکو کے نشریات سنتے ہیں جنمیں سوویت عوام کی پرجوش یکجہتی کا اظہار ہوتا ہے اور فاشسٹ جنرلوں کے جرائم کو بے نقاب کیا جاتا ہے۔ یہ نشریات روپوش تحریک کے لئے زبردست ہتھیار کا کام دیتے ہیں۔

چلی کا انقلاب فی الحال عارضی ناکامیوں سے دوچار ہے، لیکن اس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ چلی جیسی ایک چھوٹی قوم بھی ایک تابناک مستقبل کے لئے پورے اعتماد کے ساتھ جدوجہد کا آغاز کر سکتی ہے کیونکہ سوویت یونین کی فراخدلانہ اور ٹھوس تائید و حمایت حاصل ہے۔

ہم نے یہ سبق کیوبا کے انقلاب سے سیکھا ہے۔ ہمارے براعظم میں پہلا انقلاب کیوبا نے برپا کیا اور گذشتہ ۱۸ برسوں سے امریکی سامراج کی جارحیت، ناکہ بندی اور تخریب کاری کو ناکام بنا کر کامیابی کے ساتھ اس کا دفاع کر رہا ہے۔ یہ کامیابی اس کے عوام کی شجاعت کی فیدل کاسترو کی بالغ نظر انقلابی قیادت نیز سوویت یونین اور دیگر سوشلسٹ ملکوں کی تائید و حمایت کی مرہون منت ہے۔

ہم اس ٹھوس حقیقت کے گواہ ہیں کہ وہ ممالک جہاں ماقبل سرمایہ دارانہ طریقہ پیداوار و سماجی تعلقات نیز جاگیردارانہ یا قبائلی سیاسی ڈھانچے کو بالادستی حاصل ہوتی ہے، آزادی حاصل کرتے ہیں اور سوشلزم کی روش پر گامزن ہوتے ہیں۔ ان کے عوام سوویت یونین اور دیگر سوشلسٹ ملکوں کو اپنا بہترین دوست تصور کرتے ہیں۔ اس میں آج کی دنیا پر اکتوبر انقلاب اور سوشلزم کے فائدہ بخش اثر کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ حقیقت کہ کسی ملک کے ذریعہ خود مختاری اور سماجی ترقی کی راہ کا انتخاب اس کے لگاؤ کو ختم کرتا ہے، اب ایک ناقابل تردید واضح سچائی بن چکی ہے۔ سوویت یونین اور دیگر سوشلسٹ ریاستیں اس طرح کے ملکوں کی تائید و حمایت کرتی ہیں اور ہر میدان میں ان کے ساتھ تعاون کرتی ہیں۔

سوویت یونین نے ترقی پذیر ملکوں کے ساتھ نئے طرز کے تعلقات — دوستی کے تعلقات قائم کئے ہیں۔ وہ ان ملکوں کے داخلی معاملات میں سامراجی مداخلت کی مذمت کرتا ہے۔ ان کے خام مال کے وسائل کی لوٹ کھسوٹ اور ان کی معیشتوں کی تخریب کی روک تھام کرتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ انھیں اپنی صنعتوں کی تنصیب میں، عوام کے

فائدے کے لئے اپنے قدرتی وسائل کے استعمال میں نیز تعلیمی اداروں کے قیام اور صنعتی عملے کی تربیت میں، یہ الفاظ دیگر انھیں ہر شعبے میں آگے بڑھنے میں مدد دیتا ہے۔

سوویت یونین کی امن پالیسی، صلح و آتشی کے سلسلہ عمل کو مستحکم کرنیکی اس کی مساعی اور اس میدان میں اسے حاصل ہونے والی کامیابیاں تحریکِ قومی آزادی کے ارتقاء کے لئے سازگار حالات پیدا کرتی ہیں۔

دنیا میں امن کے استحکام نیز سوویت یونین اور سوشلسٹ نظام کے استحکام کا نتیجہ بحیثیت مجموعی زیادہ جارح سامراجی حلقوں کو الگ تھلگ کرنے کی صورت میں اور خود مختاری کے لئے مصروف جہاد قوموں کے معاملات میں مسلح مداخلت اور جارحیت کی پالیسی پران کے عمل کے مواقع کی تجدید کی صورت میں برآمد ہوا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اکتوبر انقلاب کی ۶۰ ویں سالگرہ صرف پوری دنیا کے محنت کش عوام کے لئے ہی تہوار کی حیثیت نہیں رکھتی بلکہ ایک ایسا زبردست واقعہ بھی ہے جسے قومی آزادی کی شاہراہ پر گامزن تمام قوموں نے بڑے پیمانے پر منایا ہے۔

ایک نئے طرز کی عظیم طاقت

ڈاکٹر غسان رفاعی، لبنان

ہم عرب شاعرانہ تشبیہات کے بغیر گفتگو کر ہی نہیں سکتے۔ ہم اکتوبر انقلاب کو "مشرق کے افق سے طلوع ہونے والا نیا آفتاب" کہتے ہیں اس تشبیہ میں ہمارے ملکوں میں قومی آزادی کے ارتقاء پر عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے مرتب کردہ اثر کا اعتراف مضمر ہے۔ ظاہر ہے اس اثر کی دوررس کیفیات کا اظہار چند الفاظ کے ذریعہ نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ میں بعض بنیادی نکات کے تذکرہ پر ہی اکتفا کروں گا۔

سب سے پہلے، روسی انقلاب نے غلامی اور جبر و استبداد کے راج کی زنجیر کو توڑ دیا جو کسی نہ کسی روپ میں نبی انسان کی تاریخ کے ہر دور میں موجود رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس نے قوموں کے لئے آزادی کے ساتھ گذارنے کا امکان پیدا کیا، اس نے ایک نئے عہد کا آغاز کیا۔

ایک دوسرے پہلو کا تعلق جو زبردست اہمیت کا حامل ہے۔ قومیتوں کے مسئلے سے ہے۔ لینینی اصول اور قومیتوں کے مسئلے سے نمٹنے کی لینینی راہ مشرق کی قوموں کے لئے مثال ہیں۔ جو قومی جبر و استبداد کی مختلف شکلوں کے تحت مبتلائے آلام رہی ہیں اور اب بھی ہیں۔ سوشلزم نے چھوٹی بڑی تمام قوموں کے مفادات میں قومیتی مسئلے کے حل کی نشاندہی کی ہے، ان میں وہ قومیں بھی شامل ہیں جو اپنے رسم الخط تک سے محروم ہیں۔ قومیتوں کے مسئلے کے حل کے سوویت تجربہ کا مطالعہ صرف کمیونسٹوں کے لئے ہی نہیں بلکہ تمام انقلابی قوم پرستوں کے لئے بھی زبردست اہمیت کا حامل ہے۔

فطری طور پر ہم یہ بہر حال نہیں کہہ سکتے کہ چونکہ عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب نے قومیتوں کے سوال کو حل کرنے کی مثال پیش کی ہے، اس لئے اب ہماری راہ آسان و ہموار ہو گئی ہے۔ قومیتوں کا مسئلہ بے حد پیچیدہ ہے۔ سوویت یونین کو بھی اس کے حل کے سلسلے میں بعض روکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اہم چیز یہ ہے کہ پرولتاری سوویت حکومت نے ان رکاوٹوں پر نسبتاً آسانی کے ساتھ قابو حاصل کر لیا۔

سوویت ریاست ایک بڑی عالمی طاقت بن چکی ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس نے سیاسی آزادی کے لئے، ترقی کی شاہراہ پر کامیاب پیش قدمی کے لئے جدوجہد کی مسلسل تائید و حمایت کی ہے۔ اس طرح کی تائید و حمایت کے ساتھ ہمیشہ ہی مادی امداد بھی دی گئی ہے۔ ہم اسے آزادی کے لئے اپنی جدوجہد کی براہ راست تائید و حمایت کا نام دیتے ہیں۔ اس تائید و حمایت کی بدولت سماجی معاشی ترقی کی مادی بنیاد کی تعمیر عمل میں آئی ہے۔ سوویت یونین مقامی عرب عملہ کو مسلسل تربیت دے رہا ہے۔ ان ساری چیزوں کی بنیاد پر یہ بات بہر حال کہی جا سکتی ہے کہ سوویت یونین عرب تحریک قومی آزادی میں کسی بیرونی عنصر کی حیثیت نہیں رکھتا۔ یہ اس میں پوری طرح شامل ہے اور اس کا جزو لاینفک ہے۔

اس وقت سوویت یونین کا رویہ خود عرب دنیا میں جاری جدوجہد کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ عرب حب الوطنی کی کسوٹی ہے۔ اس وقت وسیع تر مفہوم میں سوویت یونین کے ساتھ دوستی کو حب الوطنی کے ایک ناگزیر عنصر کی حیثیت حاصل ہے۔ وطن دوست وہ ہے جو پوری دنیا میں سرگرم کار دیگر انقلابی قوتوں کے ساتھ تعلقات کے قیام کی کوشش کرتا ہے۔

قومیں اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ سوویت یونین ایک پختہ سامراج دشمن پالیسی پر عمل پیرا ہے — یہ پالیسی ہمہ گیر نوعیت کی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سوویت یونین اقوام متحدہ میں تحریک قومی آزادی کے حق میں جدوجہد کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اس تحریک کو اپنے وقار کے ساتھ اور مالی امداد کے ذریعہ مدد دیتا ہے۔ اس کی مثالیں ان گنت ہیں۔ فلسطین، سہ فریقی حملہ، ۱۹۶۷ء میں اسرائیل کی جارحیت اور لبنان، اس کی کچھ مثالیں ہیں۔ ان سوالوں کے بارے میں سوویت یونین کے موقف سے سبھی واقف ہیں۔ سوویت ٹریڈ یونینوں کی ۱۶ ویں کانگریس میں لیونڈ بریژنیف کی تقریر اس موقف کی استواری کی توثیق کرتی ہے۔ انگولا اور ویت نام کچھ دوسری مثالیں ہیں۔

سوویت یونین مصروف جہاد قوموں کو مختلف اقسام کی امداد دے رہا ہے اس کی بنیاد پر ہم یہ وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ سوویت یونین ایک نئے طرز کی عظیم طاقت ہے۔ یہ بات تسلیم کہ عرب دنیا میں بعض رجعت پرست سوویت یونین کو عظیم طاقت کہتے وقت اس تصور کو وہ معنی پہناتے ہیں جس کا اطلاق ریاستہائے متحدہ امریکہ پر بھی ہوتا ہے۔ وہ سوویت ریاست کے نظریاتی و سیاسی کردار کو مسخ کرتے ہیں تاہم، رجعت پرستی کی ان دخل اندازیوں کے باوجود سوویت یونین کی پوزیشن کو کوئی گزند نہیں پہنچ سکتا۔ سوویت یونین ایک ایسی عظیم طاقت ہے، لیکن یہ ایک نئے طرز کی عظیم طاقت ہے۔ سوویت یونین مزدوروں اور کسانوں کی طاقت ہے۔ سوویت یونین ایک ایسی عظیم طاقت ہے جو قومی آزادی کی قوتوں کی طرفدار اور سامراج، نسلی امتیاز نیز قومی جبر و استبداد کے خلاف صف آرا ہے۔ سوویت یونین ایک ایسی عظیم طاقت ہے

جو امن کے لئے مصروف جہاد ہے۔ تمام دنیا کی ترقی پسند قوتیں اس عظیم طاقت کے وجود کا خیر مقدم کرتی ہیں۔

سامراجی جارحیت کے خلاف جدوجہد میں سچا اتحادی

پھان وانگ کوانگ

ایشیا اور افریقہ کی قوموں کے ساتھ یکجہتی کی ویت نامی کمیٹی کی مجلس صدارت کے رکن۔

عالمی صورت حال کا عام تجزیہ سامراجی رجعت پرستی اور جنگ کی قوتوں پر سوشلسٹ انقلاب اور امن کی قوتوں کی روز افزوں برتری کا مظہر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انقلاب اس وقت اقدامی پوزیشن میں ہے۔ انقلابی حکمت عملی اس وقت اقدامی حکمت عملی ہے، یعنی یہ ان لوگوں سے ایک کے بعد ایک محاذ چھین لینے کی ہی پالیسی ہو سکتی ہے جو جنگ کے حامی ہیں تاکہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی قیادت میں عسکریت پسندوں اور سامراجیوں کو بے دست و پا بنایا جاسکے، سامراجیوں کو قدم بہ قدم پسپائی پر مجبور کیا جاسکے اور بالآخر انھیں شکست فاش دی جاسکے۔

جسے ہم اقدامی حکمت عملی کہتے ہیں وہ دراصل ایک سیاسی انقلابی جدوجہد ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ ہم عالمی جنگ شروع کرنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ ایک بھی سوشلسٹ ملک اس طرح کی پالیسی کی وکالت نہیں کر سکتا۔ اقدامی حکمت عملی کا مطلب یہ ہے کہ عالمی امن کو مستحکم کیا جائے اور ساتھ ہی ساتھ انقلابی جدوجہد کو ایک طاقتور محرک ولولہ عطا کیا جائے تاکہ سامراج کو بتدریج، قدم بہ قدم پسپائی اختیار کرنے پر مجبور کیا جاسکے۔

سامراج کے خلاف اقدامی یلغار کہاں سے شروع کی جانی چاہئے؟ ظاہر ہے اس کی شروعات وہیں سے ہونی چاہئے جہاں اس کے لئے سازگار حالات پائے جاتے ہوں، میری مراد ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ کے ملکوں سے ہے۔ ہم ان براعظموں کے ہر ایک ملک میں استعماری نظام کے مکمل انہدام کے عینی شاہد ہیں۔ اس میں ذرہ برابر شک نہیں کہ ان علاقوں میں سامراج کو بھی پسپائی اختیار کرنے پر مجبور ہونا پڑے گا۔

تحریک قومی آزادی سوشلسٹ نظام کی اور سرمایہ دار ملکوں میں مزدور طبقہ کی انقلابی جدوجہد کی ایک طاقتور اتحادی بن چکی ہے۔ یہ تحریک اب نہ صرف یہ کہ استعماریت اور نو استعماریت کی باقیات پر کاری ضرب لگا رہی ہے بلکہ سامراج کے انہدام کی رفتار کو تیز تر کر رہی ہے اور انقلابات میں کامیابی کے نئے امکانات پیدا کر رہی ہے۔

ویت نام کے مزدور طبقہ اور اس کے تمام عوام نے لینن کی ہدایات اور عظیم اکتوبر انقلاب کے عظیم اسباق کی پیروی کرتے ہوئے نیز اپنے مرحوم صدر ہوچی منہ کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے قومی آزادی کی پوری جدوجہد کے دوران حب الوطنی کو پرولتاری بین الاقوامیت پسندی سے کبھی بھی الگ نہیں کیا۔ انھوں نے امن، قومی آزادی، جمہوریت اور سماجی ترقی کے لئے جدوجہد میں ایشیا، افریقہ و لاطینی امریکہ اور دیگر قوموں کی ہر ممکن طور پر تائید و حمایت

کی۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے اس عہد کے تین مضبوط انقلابی دھاروں کی یکجائی کی بدولت ایک متحدہ محاذ کا قیام عمل جس نے امریکی جارحیت کے خلاف ویت نام کی تائید وحمایت کی۔ یہ محاذ ایک انتہائی اہم بیرونی عنصر کے روپ میں قومی آزادی اور سوشلزم کے لئے شدید تر جدوجہد سے متعلق ویت نام کے عوام کے عزم صمیم کے ساتھ جڑ گیا، جس نے دشمن پر آخری اور مکمل فتح میں نمایاں معاونت کی۔

ویت نام کی ایک کہاوت ہے: "پانی پیتے وقت آپ اس چشمے کو ضرور یاد رکھیں جہاں سے یہ دستیاب ہوا ہے"۔ ویت نام کے عوام کو وہ ذلت اب تک یاد ہے جس سے انھیں اپنی قومی آزادی کے ضیاع کے دوران دوچار ہونا پڑا تھا، انھیں یہ بات بھی یاد رہے کہ فتح کے لئے انھیں کتنی عظیم قربانی دینی پڑی ہے، وہ آزادی کے شاندار دنوں کو کبھی بھی فراموش نہیں کریں گے۔ یہی وجہ ہے کہ ویت نام کے عوام عظیم لینن اور اکتوبر انقلاب کو ہمیشہ ممنونیت کے ساتھ یاد رکھیں گے۔

عظیم الشان اکتوبر انقلاب کی ساٹھویں سال گرہ کے موقع پر ویت نام کا وفد شمال و جنوب کے متحدہ عوام کی جانب سے سامراجی جارحیت کے خلاف نیز موجودہ مرحلے پر ملک کی سوشلسٹ تعمیر نو کی جدوجہد میں ان کی پرخلوص امداد کے لئے لینن پارٹی اور برادرانہ سوویت عوام کے تئیں ممنونیت کا اظہار کرتا ہے۔

اکتوبر انقلاب کے نئے افق

پروفیسر ظفر امام، ہندستان

لینن پارٹی کی قیادت میں روس کی انقلابی تحریک نے مارکسزم کے ارتقا میں گراں قدر معاونت کی ہے۔ لینن نے انقلابی جدوجہد میں مشرق پر مغرب کی برتری وسبقت سے متعلق نزاع کا خاتمہ کر دیا۔ انھوں نے یہ کلیہ پیش کیا کہ مغرب میں مزدور طبقہ کی تحریک استعماری و نیم استعماری استحصال کی شکار قوموں کی قومی تحریک آزادی کے ساتھ اٹوٹ طور پر جڑی ہوئی ہے۔ یہ ایک باہم مربوط و متحدہ دھارا ہے اور ایک کے بغیر دوسرے کی کامیابی کی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔

اکتوبر انقلاب کے بعد آزادی کی تمام انقلابی تحریکوں میں یہ بات فرض کر لی گئی تھی کہ ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ کے ملکوں کی قومیں سرمایہ داری کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے اپنی جدوجہد مغرب کے مزدور طبقہ سے قریبی اشتراک "عمل کے ساتھ" چلائے گئیں۔ گذشتہ ۶۰ برسوں کے دوران یہ نہ صرف آزادی کی تحریکوں کے ساتھ ایک اہم معاونت رہی ہے بلکہ اس نے، اپنے حالات کے مطابق، اپنے انداز میں ان کے ارتقا کے نئے اور بے مثال امکانات بھی روشن کئے ہیں۔

عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب نے بین الاقوامی سیاست کے کردار اور طریقوں کو یکسر تبدیل کر دیا ہے۔ اولین سوشلسٹ ریاست نے استعماریت اور سامراج کیخلاف جدوجہد شروع کی، اور نو آبادیوں و نیم نو آبادیاتی ملکوں کے محنت کش عوام کو استعماری مالکان کے خلاف عزم وثبات کیساتھ جدوجہد شروع کرنے کا نعرہ دیا۔

نوآزاد ریاستوں کے ظہور نے بین الاقوامی سیاست میں قوموں کے ربط باہم کو تبدیل کر دیا ہے۔ سامراجی طاقتیں استعماریت مخالف تحریک کو بہ زور قوت کچلنے کی اب مزید توقع نہیں کر سکتے۔ اور جو چیز سب سے زیادہ اہم ہے وہ یہ ہے کہ استعماری جبر و استبداد سے نجات کی جدوجہد عالمی امن کی جدوجہد بھی بن چکی ہے۔

لینن نے ترقی کی غیر سرمایہ دارانہ شاہراہ پر گامزن تیسری دنیا کے ظہور کا پیشگی اندازہ لگا لیا تھا۔ لینن کی بدولت تیسری دنیا کے مسئلوں کی سائنٹفک تشریح و تعبیر کی گئی، اور اس چیز نے بھی امن اور قوموں کے درمیان دوستانہ تعلقات کے استحکام میں معاونت کی۔ یہ ساری چیزیں عظیم اکتوبر انقلاب کے اثر کی مرہون منت ہیں یہی وہ انقلاب تھا جس نے باہمی خیرسگالی کو تقویت پہنچائی نیز سوویت یونین، ایشیا افریقہ اور لاطینی امریکہ کی قوموں کے درمیان دوستی کو مضبوط و مستحکم بنایا۔

اکتوبر انقلاب اور ایک نئے سماج کی تعمیر میں سوویت عوام کی کامیاب مساعی نے تحریک آزادی کی پوری روش کو متاثر کیا ہے۔ تیسری دنیا کے ملکوں کے لئے سوویت امداد ان کی سیاسی و معاشی خودمختاری کی تعمیر میں مدد دیتی ہے، اس نے تیسری دنیا کو ترقی کر کے بین الاقوامی میدان کی ایک نمایاں قوت بننے میں زبردست معاونت کی ہے۔

حالیہ برسوں کے دوران ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ کے ملکوں پر عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے اثر کو ایک ایسی سماجی معاشی عنصر قرار دیا جا سکتا ہے۔ جس کی اہمیت سوویت دیس کی معیشت کی کیفیتی و سمتی ترقی کے ساتھ ساتھ بڑھتی جا رہی ہے۔

اکتوبر انقلاب کا اثر ناقابل تسخیر ہے

لوئی کارلوس پریستیس

برازیل کی کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے جنرل سکریٹری

اس سال ہم عظیم اکتوبر انقلاب کی ۶۰ویں سال گرہ منا رہے ہیں۔ برازیل کے مزدور طبقہ اور خاص کر کمیونسٹوں کے لئے یہ ایک زبردست اہمیت کا حامل واقعہ ہے۔ اکتوبر انقلاب اور اس کے لیڈروں کے بارے میں بورژوا صحافت کی تمام افترا پردازیوں اور بہتان تراشیوں کے باوجود برازیل کا مزدور طبقہ روز اول سے ہی انقلاب کی کھلے عام تائید و حمایت کرتا رہا ہے۔ عظیم اکتوبر انقلاب کے تصورات کی توثیق کرنے والی ایک بنیادی خصوصیت ملک کے مزدور طبقہ کی بین الاقوامیت پسندانہ خیرسگالی و مفاہمت میں اضافہ ہے۔ گذشتہ ۶۰ برسوں کے دوران برازیل کی کمیونسٹ پارٹی اور سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کے درمیان گہرے دوستانہ تعلقات قائم رہے ہیں۔ برازیل کے کمیونسٹوں کی جانب سے ہماری جدوجہد کیساتھ یکجہتی کیلئے نیز امن کے مقصد میں سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی اور سوویت سیاست معاونت کے لئے عوام، عظیم الشان کمیونسٹ پارٹی اور اس کے ممتاز لیڈر کامریڈ لیونڈ بریژنیف کا شکریہ ادا کرنا

چاہوں گا۔

امن پروگرام جسے سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی ۲۴ویں کانگریس نے وضع کیا اور ۲۵ویں کانگریس میں جسے مزید آگے بڑھایا گیا بین الاقوامی صلح و آشتی میں زبردست معاونت کرتا ہے۔ یہ فاشسٹ آمریت کے خلاف، آزادی اور سماجی ترقی کے لئے برازیل کے عوام کی جدوجہد میں نیز عالمی امن کے لئے جدوجہد میں بھی اہم معاونت کرتی ہے۔

یہ حقیقت کافی اہم ہے کہ یہ کانفرنس باکو میں بلائی گئی ہے، جو آذربائیجانی پرولتاریہ کی تابناک انقلابی روایات کا شہر ہے۔ یہاں پر سامراج و استعماریت کے خلاف نیز قومی خودمختاری، امن اور ترقی کے لئے مصروف جہاد بہت سے ملکوں کے قائدین جمع ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کانفرنس جس سے ہم نے عظیم توقعات وابستہ کر رکھی ہیں، اس جدوجہد میں نمایاں معاونت کرے گی۔

تمام قوموں کا عام تہوار

سویرو آگیرے ڈیل کرسٹو
جمہوریہ کیوبا کی ریاستی کونسل کے رکن

اس کانفرنس کا انعقاد نمایاں اہمیت کا حامل ہے کیوں کہ یہ ایک ایسے وقت میں ہو رہی ہے جب عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی ۶۰ویں سالگرہ کی تقریب کی تیاریاں زور شور کے ساتھ جاری ہیں اور جب اکتوبر انقلاب کی اہمیت کو کم کرنے کی اکا دکا کوششیں بھی ہو رہی ہیں۔

فتح مند اکتوبر انقلاب جس نے اس دھرتی کے چھٹے حصہ پر مارکسزم لینن ازم کو مرئی پیکر عطا کیا ہے کیوبا کے مزدور طبقہ اور تمام محنت کش عوام کے لئے مینارۂ نور بن چکا ہے۔ لاطینی امریکہ کے دوسرے ملکوں کی طرح کیوبا میں بھی سامراج نے اکتوبر انقلاب کی صدائے بازگشت کا گلا گھونٹنے کی کوشش نیز محنت کشوں کو، مزدور طبقہ کو اپنی تاریخی اہمیت کے ادراک سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ اسوقت کمیونسٹ پارٹی کا اصل فریضہ بورژوازی کوششوں کو ناکام بنانا اور روسی پرولتاریہ کی حاصل کردہ کامیابیوں اور سوویت یونین میں زندگی کے بارے میں اطلاعات بہم پہنچانا تھا۔ اس کام کو سرمایہ دار آمریت کے پیدا کردہ انتہائی کٹھن حالات میں انجام دینا تھا۔ کمیونسٹوں کو سوویت یونین کے بارے میں سچی بات بتانے اور سوویت یونین کی حمایت کے لئے انتہائی بے رحمی کے ساتھ دار و گیر کا نشانہ بنایا گیا، انھیں طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں، لیکن وہ باز نہیں آئے۔

سیاسی سلسلہ عمل بدستور جاری رہا۔ محنت کش، عوام الناس اور زیادہ بہتر طور پر منظم ہو گئے۔ اس سے ایک ایسی صورت حال پیدا ہوئی جس نے کیوبا کو ایک سوشلسٹ ملک بننے میں مدد دی حالاں کہ دنیا کی سب سے مضبوط

سرمایہ دار طاقت یعنی ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور اس کے درمیان صرف ۹۰ میل کا ہی فاصلہ ہے۔ کیوبا میں قومی آزادی کا ایک ایسا انقلاب کامیاب و کامراں ہوا جس نے لینن کی بنائی ہوئی راہ پر چل کر جلدی ایک سوشلسٹ انقلاب کی شکل اختیار کرلی۔

ہم اپنے آپ سے پوچھتے ہیں کہ اگر سامراجی اپنے منصوبے کے مطابق اکتوبر انقلاب کو خون میں غرق کردینے میں کامیاب ہو گئے ہوتے تو مزدور طبقہ کا کیا بنتا؟۔ اگر نازی ازم پرولتاریہ کی عظیم کامیابیوں کو ملیامیٹ کردینے میں کامیاب ہوگیا ہوتا تو پھر کیا ہوتا؟۔ اس وقت تمام ترقی پسند انسانوں کا انجام کیا ہوتا؟ اس وقت ہم کہاں ہوتے؟ صرف کمیونسٹوں کے لئے ہی نہیں بلکہ تمام محنت کش انسانوں، تمام قوموں کے لئے دنیا میں کس طرح کے حالات پیدا ہوئے ہوتے۔ اگر نازیوں نے سوویت یونین کو شکست دے دی ہوتی تو ظاہر ہے حالات ان کے لئے بدتر ہوتے۔ لیکن سوویت یونین کو شکست نہیں ہوئی۔ سوویت یونین نے ثابت کردیا کہ وہ نظریاتی اور فوجی اعتبار سے ایک ناقابل تسخیر قلعہ ہے۔ سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی نے فاشزم کے خلاف جدوجہد کی رہنمائی کی اور عوام کو فتح سے ہمکنار کیا۔ اور سوویت عوام کی فتح، اکتوبر انقلاب کے تصورات کی نصرت ہم سب کی مشترکہ فتح و نصرت تھی۔ اگر سوویت یونین دوسری عالمی جنگ میں فتح مند نہ ہوا ہوتا تو کیوبا کے انقلاب کو فتح و نصرت نہ ملتی۔ کیوبا کے انقلاب نے اکتوبر انقلاب کے بطن سے جنم لیا ہے۔

اس وقت کیوبا عظیم اکتوبر انقلاب کی ۶۰ ویں سال گرہ کو خود اپنے تہوار کے روپ میں منانے کی تیاری کر رہا ہے۔ کیوں کہ یہ فی الواقع ہمارا اپنا تہوار ہے۔ اسے کیوبا کے تمام باشندے، مزدور، کسان، طالب علم، خواتین اور بچے مناتے ہیں۔ اس تاریخ کو ہم سیاسی کام کی رفتار کو تیز تر کرکے اور سوویت یونین کی کامیابیوں سے عوام کو روشناس کرا کے مناتے ہیں۔ اس موقع پر ہم لوگوں کو یہ بھی بتاتے ہیں کہ سوویت یونین مزدور طبقہ کے لئے اور پوری بنی نوع انسان کے لئے کتنی اہمیت رکھتا ہے۔ ۱۸ سال قبل، انقلاب کے بعد سے کیوبا کو ہمیشہ اور ہر معاملے میں سوویت یونین کی تائید و حمایت حاصل رہی ہے۔

اس وقت کیوبا اور سوویت یونین کے عوام باہم مل کر سوشلزم اور کمیونزم کے لئے کام کر رہے ہیں۔ خواہ یہ بات امریکی اجارہ داریوں کو کتنی ہی ناپسند کیوں نہ ہو، کیوبا میں ایک سوشلسٹ سماج کی تعمیر عمل میں آ رہی ہے۔ تمام عوام کے لئے ایک نئی زندگی تعمیر کی جا رہی ہے اور اس تعمیر عمل کو سوویت یونین کی مسلسل اور ہمہ جہتی اور تائید و حمایت حاصل ہے۔

سوویت عوام کیوبا کے شانہ بشانہ کام رہے ہیں۔ وہ ماہرین، تکنیشین اور سائنسداں ہیں۔ انھوں نے کیوبا کے عوام کے لئے جو کچھ کیا اور جو کچھ کر رہے ہیں اس کے لئے وہ ان کے شکر گذار ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ کیوبا کا نو عمر انقلاب آج اس انقلاب کو تہنیت پیش کر رہا ہے جس کی عمر ۶۰ سال ہونے کو جا رہی ہے۔ اکتوبر انقلاب ایک پختہ تر انقلاب ہے۔ اکتوبر انقلاب بوڑھا نہیں ہوا کیوں کہ انقلاب بوڑھے نہیں ہوتے۔ اسی طرح سوویت یونین بھی بوڑھا نہیں ہوا ہے، وہ دن بدن جوان اور مضبوط تر ہوتا جا رہا ہے۔

عوام الناس کی تخلیقی توانائی کا ابھار

یوسف السباعی

افروایشیائی عوامی یک جہتی تنظیم کے جنرل سکریٹری

عظیم اکتوبر انقلاب تاریخ میں کسی سوشلسٹ انقلاب کی کامیابی کا پہلا تجربہ تھا۔ اس وقت یہ بات عام طور پر تسلیم کی جاتی ہے کہ فتح مند اکتوبر انقلاب نے افروایشیائی قوموں کی تحریک قومی آزادی کے ارتقاء کی تاریخ پر کافی اثر مرتب کیا کیونکہ اس نے یہ دکھا دیا کہ عوام اپنی مرضی کو روبہ کار لانے اور اپنے لئے اس راہ کے انتخاب کی اہلیت رکھتے ہیں جو انصاف، آزادی اور مساوات سے متعلق ان کے تصورات سے مطابقت رکھتی ہو۔

۶۰ سال قبل اکتوبر انقلاب کی فتح نے پوری دنیا میں استعماریت کے قلعوں کو ایک ایک کرکے منہدم کرکے عالمی استعماری نظام کی زنجیر توڑ دی اس انقلاب نے عوام کی تخلیقی قوتوں کی بیڑیاں کاٹ دیں اور ان کے سامنے وہ راہیں کھولیں جو ان کے معاشی اور سماجی حالات سے مطابقت رکھتی تھیں۔

افروایشیائی قوموں کو متحد کرنے والی یک جہتی کی تحریک اپنے اعلیٰ و ارفع مقاصد کے حصول کے لئے نیز نبی نوع انسان کے لئے ایک پرمسرت مستقبل کے حصول کے لئے کام کرتی ہے۔ یہ تحریک چھٹی دہائی میں، دونوں براعظموں میں قومی آزادی کی جدوجہد میں ابھار کے نتیجے میں پیدا ہوئی۔ مصروف جہاد قوموں کے ساتھ یک جہتی قائم کرنے سے متعلق لینن کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے سوویت یونین نے روز اول سے ہی اس تحریک میں سرگرم حصہ لیا ہے۔ ہم سوویت افروایشیائی یک جہتی کمیٹی کے موقف کی بے حد ستائش کرتے ہیں، جو افروایشیائی عوامی تنظیم کی رکن ہے۔ اس کا یہ موقف سوویت یونین کے کروڑوں لوگوں کے موقف کا مظہر ہے۔ آزادی و خود مختاری کے لئے حقیقی معنوں میں مصروف جہاد لوگوں کو سوویت یونین کی طرف سے دی جانے والی اخلاقی، سیاسی اور عملی امداد کی ہم بے حد قدر کرتے ہیں۔

گزشتہ ۶۰ برسوں کے دوران سامراج اور استعماریت کے خلاف تحریک کی حاصل کردہ تمام تاریخی فتوحات کے باوجود ہم یہ بات اب بھی نہیں کہہ سکتے ہیں کہ عالمی انقلاب قومی آزادی اور کامل نجات کے لئے نبی نوع انسان کی جدوجہد مکمل فتح سے ہمکنار ہو چکی ہے۔ جنوبی افریقہ کے عوام اب بھی رسوائے زمانہ نسل پرست راجوں کے خلاف مصروف جہاد ہیں فلسطین کے عوام اپنے علاقوں اور بنیادی حقوق سے اب بھی محروم ہیں۔ علاوہ ازیں ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ کی متعدد برائے نام آزاد ریاستیں اب بھی استعماریوں کے جبر و استبداد کی شکار ہیں دنیا کو اب بھی استحصال، ذہنی، سیاسی اور معاشی جبر و استبداد، بے روزگاری نسلی و قومی امتیاز، ثقافتی و روحانی تذلیل، تشدد، اسلحہ سازی کی دوڑ، ماحول کی آلودگی جیسی چیزوں سے نجات نہیں مل سکی ہے، یہ ساری چیزیں سامراج، نسل پرستی، اور سرمایہ دارانہ اجارہ داریوں کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں اگرچہ افریقہ میں سامراج اور نسلی امتیاز کے آخری گڑھ زمبابوے اور نمیبیا کی قوموں کی تحریک آزادی کی پیہم

ضربات اور جنوبی افریقہ کے عوام الناس کی روز افزوں جدوجہد کے نتیجے میں لرزہ براندام ہیں، تاہم دنیا کے اس حصے کی صورت حال اب بھی غیر یقینی ہے اور یہ بات ضروری ہے کہ ہم زمبابوے کے محبان وطن کے محاذ نیز نمیبیا کے مجاہدین اور جنوبی افریقہ کی افریقی قومی کانگریس کے ساتھ اپنی یک جہتی کو مضبوط تر بنائیں۔ جنوبی افریقہ میں اقتدار بلا تاخیر سیاہ فام اکثریت کو منتقل کیا جانا چاہیئے۔ اپنی اس جدوجہد کو آگے بڑھاتے ہوئے، جنوبی افریقہ کے عوام افریقی قومی کانگریس کی قیادت میں پیش قدمی کر رہے ہیں۔

افرو عرب تعاون کا استحکام استعماریت، نسل پرستی اور صہیونیت کے آخری ٹھکانوں کو ملیامیٹ کرنے نیز ایک اپنے نئے عالمی معاشی نظام کے قیام کے لئے جدوجہد کو جاری رکھنے سے متعلق عرب اور افریقی قوموں کے عزم صمیم کا مظہر ہے جس کی بنیاد انصاف اور مساوات پر ہوگی اور جو آزادی، ترقی و خوش حالی سے متعلق قوموں کی امنگوں کا جواب ہوگا۔ اس تعاون کے سلسلے میں حال ہی میں کافی پیش رفت ہوئی ہے۔

مشرق وسطیٰ میں ایک منصفانہ امن کے قیام کا انحصار صرف اس بات پر ہے کہ اسرائیلی فوجیں تمام مقبوضہ عرب علاقوں کو مکمل اور غیر مشروط طور پر خالی کر دیں، سلامتی کونسل کی قراردادوں کو روبہ عمل لایا جائے، فلسطینیوں کے قومی حقوق کو، اور مقدم طور پر اپنے علاقوں میں ان کی واپسی اور اپنی قومی ریاست کی تشکیل کے ان کے حق کو تسلیم کیا جائے۔ اس مقصد کے حصول کا ایک موثر وسیلہ جنیوا کانفرنس کا جلد از جلد انعقاد ہو سکتا ہے جس میں فلسطینی عوام کے واحد اور جائز ترجمان تنظیم آزادی فلسطین کو شرکت کا موقع دیا جائے۔

اس وقت بین الاقوامی میدان میں ایک اور اہم مقصد یہ بھی ہے کہ سامراجی اجارہ داریوں کے خلاف لاطینی امریکہ کی قوموں کی جدوجہد کے ساتھ، جمہوریت کی بحالی کے لئے چلی کے عوام کی جدوجہد کے ساتھ، قومی آزادی کے لئے پورٹو ریکو کے عوام کی جدوجہد نیز اپنی انقلابی کامیابیوں کے استحکام کے لئے کیوبا کے عوام کی جدوجہد کے ساتھ یک جہتی کو مضبوط و مستحکم بنایا جائے۔

اکتوبر انقلاب کے تصورات بین الاقوامی تعاون کے میدان پر برابر اپنا اثر ڈال رہے ہیں اور یہ سلسلہ آئندہ بھی جاری رہے گا۔ بین الاقوامی صلح و آشتی کا سلسلۂ عمل۔ امن اور ریاستوں کے درمیان تعاون کا استحکام، ترک اسلحہ اور خاص کر نیوکلیائی ترک اسلحہ کے اقدامات، یہ ساری چیزیں اسی اثر کی مرہون منت ہیں۔ خاص طور پر یوروپ میں سلامتی اور تعاون سے متعلق ہلسنکی کی تاریخی کانفرنس کے نتائج کا سہرا اسی کے سر بندھتا ہے۔

عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد کی دہائیوں کا اہم تاریخی سبق یہ ہے کہ پوری دنیا کی انقلابی، جمہوری و قومی قوتوں کا اتحاد اور باہمی تعاون، امن، آزادی اور انصاف کے مقصد کی فتح کی حقیقی ضمانت ہیں۔

بنی نوع انسان کی تاریخ کا موڑ

یاسر ربوّ
تنظیم آزادیٔ فلسطین

عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی سال گرہ کی تیاری کے دنوں میں باکو میں اس کانفرنس کا انعقاد نمایاں اہمیت کا حامل ہے۔ یہ اہمیت اس بات میں مضمر ہے کہ اس کانفرنس نے عالمی انقلابی سلسلہ عمل پر بالعموم اور تحریک قومی آزادی پر بالخصوص، اکتوبر انقلاب کے اثر کو ایک بار پھر اجاگر کیا ہے۔ یہ بات پورے وثوق اور اعتماد کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب بنی نوع انسان کی تاریخ میں اور جبر و استبداد کی شکار قوموں و طبقات کی تحریک آزادی کی تاریخ میں ایک موڑ تھا۔ اکتوبر انقلاب نے بنی نوع انسانی کے لئے جبر و استبداد، استحصال اور نسلی امتیاز کی ہر ایک شکل پر آخری فتح کی راہ روشن کی۔

یہ عزم یک جہتی کی عظیم الشان تاریخ اکتوبر انقلاب کو عرب قوموں کے ساتھ، فلسطین کے عوام کے ساتھ جوڑتی ہے، یہ بات بہر حال ذہن نشین رہنی چاہئے کہ عرب قوم کی حاصل کردہ تمام اہم کامیابیاں قومی آزادی اور سوشلزم کے روز افزوں رول کی بدولت بین الاقوامی میدان میں پیدا ہونے والے سازگار حالات کی مرہون منت ہیں۔ آج کے حالات میں صلح و آشتی کی پالیسی بین الاقوامی تعلقات کے میدان میں ایک فیصلہ کن عنصر بنتی جا رہی ہے۔ اس پالیسی نے تحریک قومی آزادی اور تمام ترقی پسند قوتوں کے لئے نت نئی کامیابیوں کو ممکن بنایا ہے۔ لیکن سامراج نے جو اپنی ظاہری شکل و صورت اور طریقہ ہائے کار بدل دیا ہے، اپنی فطرت تبدیل نہیں کی ہے۔ مشرق وسطیٰ میں تحریک قومی آزادی انتہائی سخت اور پیچیدہ حالات میں آگے بڑھ رہی ہے۔ اسرائیلی جارحیت کے خلاف نیز مقبوضہ عرب علاقوں سے جارح قوتوں کے مکمل انخلاء کے لئے ایک خود مختار قومی ریاست کی تشکیل کے حق کے بشمول فلسطینی عوام کے حقوق کو یقینی بنانے کی جدوجہد کی بنیاد پر اس خطے میں امن کو یقینی بنانا اب بھی عرب ملکوں میں قومی آزادی کی قوتوں کا اولین فریضہ ہے۔ اپنی جدوجہد میں ان قوتوں کو سوویت یونین کی مسلسل تائید و حمایت حاصل ہے۔

سوویت یونین اور تنظیم آزادیٔ فلسطین کے باہمی روابط میں حال ہی میں مزید پیش رفت ہوئی ہے۔ یہ رشتے مضبوط ہوئے ہیں اور ان میں وسعت پیدا ہوئی ہے۔ صرف سیاسی دائرے تک ہی محدود نہ رہ کر یہ سفارت کاری کی اور سماجی راہوں پر آگے بڑھتے ہیں، سینکڑوں فلسطینی طالب علم سوویت یونین میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں، سوویت اسکولوں میں پہلے ہی بہت سے فلسطینیوں کو تربیت دی جا چکی ہے جو مقامی عملے کے لئے ایک بیش قیمت اثاثہ ہیں۔ فلسطینی تنظیموں کو مختلف سوویت تنظیموں کے توسط سے ہمہ جہتی امداد حاصل ہوتی ہے۔ اس ٹھوس انسانی امداد کا

فائدہ تمام فلسطینی عوام کو پہنچا ہے۔

سیاسی سطح پر، مشرق وسطیٰ کے تنازعہ کے تصفیہ کے معاملے میں تنظیم آزادی فلسطین اور سوویت یونین کے موقفوں میں کافی یکسانیت پائی جاتی ہے۔ یہ بات غیر متنازعہ ہے کہ ہم ۱۶۔ویں سوویت ٹریڈ یونین کانگریس میں لیونِد بریژنیف کی سیاسی پہل کاری کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، جنھوں نے اس بات کا اعادہ کیا کہ مشرقی وسطیٰ کے مسئلے کو اس علاقے کی تمام قوموں کے مفاد میں حل کرنے کی واحد ٹھوس راہ یہ ہے کہ مقبوضہ علاقوں سے تمام فوجیں واپس لوٹ جائیں اور فلسطینیوں کے حقوق کی ضمانت دی جائے جن میں ایک خود مختار ریاست کے قیام کا حق بھی شامل ہے۔ ہم، مشرق وسطیٰ میں ایک منصفانہ امن کے لئے ضمانتوں کی فراہمی میں بنیادی معاونت کے سلسلے میں سوویت یونین کی آمادگی کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ہم جنیوا کانفرنس سے متعلق سوویت یونین کے موقف کی ستائش کرتے ہیں، جس کے ڈھانچے کے تحت ہی مشرق وسطیٰ کے تنازعہ کا تصفیہ ممکن ہے، مگر اس کی لازمی شرط یہ ہے کہ تنظیم آزادی فلسطین شروع سے ہی اور دوسرے تمام لوگوں کے ساتھ مساوی بنیاد پر اس کانفرنس میں حصہ لیتی ہے۔ ہم اس موقف کی مکمل طور پر تائید کرتے ہیں جو فلسطینی عوام کے، تمام عرب قوموں نیز دنیا کے اس حصے کی تمام قوموں کے مفادات کی ضمانت دیتا ہے۔

امن اور قوموں کی خوشحالی کا پشت پناہ

الفریڈو واریلا

عالمی امن کونسل کی صدارت کے رکن،
قوموں کے درمیان امن کو تقویت پہنچانے کے لئے
بین الاقوامی لینن انعام یافتہ

اکتوبر انقلاب نے بنی نوع انسان کی تاریخ میں ایک نئے عہد کا آغاز کر کے پوری بیسویں صدی پر اپنا گہرا اثر مرتب کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایک نئے، سوشلسٹ سماج نے جنم لیا جس نے پوری نوع انسانی کے ارتقاء کو کافی متاثر کیا ہے۔ اس سماج کی اور اس کی کامیابیوں کی مثال نے دنیا کے مختلف حصوں میں ایک زیادہ پر مسرت زندگی کے لئے نیز سامراج اور جبر و استبداد کے خلاف مصروف جہاد لوگوں کے اندر نئی قوت اور رجائیت پیدا کی ہے۔ بنی نوع انسان کی تاریخ میں پہلی بار اکتوبر انقلاب نے دنیا کی قوموں کو امن عالم سے متعلق اپنی آرزو کی تکمیل کا موقع فراہم کیا ہے۔

سوویت یونین کی امن کی پالیسی کی جڑیں عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے ابتدائی ایام میں پیوست ہیں۔ اس کی ابتدا لینن کے تیار کردہ اور خود انھیں کے دستخط کے ساتھ جاری کئے جانے والے مشہور زمانہ

فرامین کے ساتھ نیز سامراجی جنگوں کی مذمت کرنے والے اور قوموں کو امن سے ہمکنار کرنے والے فرامین
کے ساتھ ہوئی تھی۔ اس کے بعد سے اسی پالیسی پر مسلسل عمل ہو رہا ہے۔ نازی ازم کی شکست میں فیصلہ کن معاونت
کے بعد سے ہی سوویت یونین سرد جنگ اور نیوکلیائی تباہی کے خطرہ کے جدوجہد میں پیش پیش رہا ہے۔ سوویت یونین
اور دیگر سوشلسٹ ملکوں کی سیاسی، معاشی اور عسکری قوت کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی مزدور طبقہ کی جدوجہد نے
بین الاقوامی میدان میں قوتوں کے ربط باہم کو زیادہ سازگار بنایا، امن کو برقرار رکھنے کے لئے لازمی شرائط کو جنم دیا
اور اس بات کو ممکن بنایا کہ امن کی تحریک میں شدت پیدا کی جائے اور اس میں عوام الناس کے وسیع تر حصوں
کو شامل کیا جائے۔

سوویت یونین کی پالیسی جو لچکدار اور مضبوط نیز ڈرامائی اور حرکت آفریں بھی ہے، بین الاقوامی میدان میں
وسیع پیمانے کی پہل کاریوں سے عبارت ہے۔ تولا میں لیونڈ بریژنیف کے پاس اپنی تقریر کے دوران یہ کہنے کا جواز بہرحال
موجود تھا کہ سوویت یونین وہ واحد ملک ہے جو ایک اور جنگ کے خطرہ کے مکمل استیصال کے لئے ایک اسطرح کا مدلل
ٹھوس اور حقیقت پسندانہ پروگرام لوگوں کے سامنے پیش کر رہا ہے۔ اور یہ بات بالکل سچ ہے۔ یہ ایک غیر جانبدار
مشاہد کو یہ بات بہرحال تسلیم کرنی چاہئے کہ سوویت پہل کاریاں ہی ماضی اور حال دونوں ہی زمانوں میں رونما ہونے
والی تمام بہتر تبدیلیوں کی، سیاسی صلح و آشتی کے استحکام کی، فوجی صلح و آشتی کے ذریعہ اس کی تکمیل کی (اور یہ
بات بے حد ضروری اور فوری اہمیت کی حامل ہے) نیز صلح و آشتی کے سلسلہ عمل کو ایک ناقابل تبدیل سلسلۂ عمل کا روپ
دینے کی بنیاد ہیں۔ اس کا اظہار بین الاقوامی تنازعات کے تصفیہ کے سلسلے میں طاقت کے عدم استعمال سے متعلق ایک عالمی
معاہدے پر دستخط کے لئے سوویت یونین کی آمادگی میں، مشرق وسطیٰ میں ایک پرامن تصفیہ کے حصول سے متعلق اس
کی مساعی میں، اسلحہ سازی کی بے لگام دوڑ کو روکنے سے متعلق اس کی تجاویز میں (خاص طور پر عام تباہی کے ہتھیاروں سے
متعلق تجاویز میں) اور سلامتی و تعاون سے متعلق یورپی کانفرنس کے کام میں جس کا انجام ہیلسنکی کی آخری دستاویز پر دستخط
کی صورت میں برآمد ہوا، معاہدۂ وارسا ملکوں کی زبردست معاونت میں ہوتا ہے۔

وہ لوگ، جو پرامن بقائے باہم کے اصولوں سے خوفزدہ ہیں، یا جو انھیں اپنے مزاج و ذوق کے خلاف پاتے ہیں، اس
کی قدر و قیمت کو بہر صورت کم کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ وہ ہیلسنکی کے جذبے کو اور سوویت یونین کی تعمیری پالیسی
کو مسخ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے فوجی اخراجات میں اضافہ کرتے جا رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امن کی قوتوں کے لئے ایک مرکز
کے گرد اکٹھا ہو جانا ضروری بن گیا ہے، تاکہ صلح و آشتی کا سلسلۂ عمل استوار انداز میں مضبوط تر ہوتا رہے اور آگے بڑھتا
رہے۔

کشتی جہاز آرورا سے گولہ باری کے بعد سے ہی جو اکتوبر انقلاب کے آغاز کی علامت تھی، اپنے ورثہ سے محروم اور
جبر و استبداد کے شکار تمام لوگوں کے لئے نیز تمام مجاہدین آزادی کے لئے دست تعاون ہمیشہ دراز رہا ہے۔ جہاں کہیں بھی فراخدلانہ
اور بے غرض امداد کی ضرورت محسوس کی گئی، سوویت یونین کی طرف سے اس کی پیش کش کی گئی اور اب بھی کی جاتی ہے۔

تحریکات آزادی، اپنی معاشی خود مختاری کے لئے مصروف جہاد قومیں، اپنے اقتدار اعلیٰ کے دفاع کے لئے یا ترقی کی اپنی پسندیدہ راہ کے تعین کے لئے مصروف جدوجہد ممالک سبھی اس بات سے واقف ہیں کہ وہ سوویت یونین کی تائید و حمایت پر تکیہ کر سکتے ہیں۔

سوویت یونین اور اس کے دوستوں کی تائید و حمایت کی بنا پر ان قوموں کو یہ اعتماد ہے کہ امن، آزادی اور خوشحالی و مسرت کا ان کا مقصد ناقابل تسخیر ہے۔

ان تمام لوگوں کی جانب سے امن اور انسان کی جسمانی و ذہنی صلاحیتوں کے استوار نمو کا خواب دیکھتے ہیں، ہم اکتوبر انقلاب اور اس کی عظیم دین سوویت یونین سے کہتے ہیں: "آپ بنی نوع انسان کو جو کچھ پہلے ہی عطا کر چکے ہیں اور جو کچھ دینے والے ہیں اس کے لئے ہم شکر گذار ہیں"۔

عوامی فتح کی فیصلہ کن شرط

پابلو البرٹو لوپیز — علاقائی اسمبلی کولمبیا کے رکن

بورژوا پروپگنڈہ سوشلزم اور ریاست کے متحدہ امریکہ کی معیشتوں کو یکساں سطح پر رکھتے ہوئے "غریب اور امیر ملکوں" کے اصولوں کا پرچار کرتا ہے۔ اس بات کی وضاحت ضروری ہے: سوویت یونین کی معاشی کامیابیاں براہ راست اس بات کا نتیجہ ہیں کہ پیداواری قوتیں عوام کے ہاتھوں میں ہیں۔ وہ انسان کے ذریعہ انسان کے استحصال کا یا ایک قوم کے ذریعہ دوسری قوم کے استحصال کا نہیں بلکہ انسان کے تعمیری کام کا نتیجہ ہیں۔ اس کے برعکس شمالی امریکہ کی خوشحالی کا انحصار دیگر قوموں کے استحصال پر ہے۔ اگر ہم زیادہ گہرائی کے ساتھ جائزہ لیں تو یہ دیکھیں گے کہ صرف ریاست ہائے متحدہ امریکہ ہی نہیں بلکہ بعض چھوٹے ممالک کی زندگی کی بنیاد بھی پوری پوری قوموں کے استحصال پر ہے، چنانچہ کسی ملک کے مقدر کا تعین اس کے رقبہ کے ذریعہ یا جغرافیائی حالات کے ذریعہ نہیں بلکہ ان اصولوں کے ذریعہ ہوتا ہے جن پر ان کی معیشت کی بنا استوار کی جاتی ہے۔ پورے سرمایہ دار نظام کے ارتقار کی ضابطہ بندی بہرحال کچھ لوگوں کے ذریعہ دوسرے لوگوں کے استحصال نیز بعض قوموں اور ملکوں کے ذریعہ دوسری قوموں اور ملکوں کے استحصال کے قوانین کے ذریعہ ہوتی ہے۔

سوویت یونین نے دنیا کو ریاست کے ایک نئے اور اب تک نادیدہ و شنیدہ طرز کے ماڈل سے روشناس کرایا ہے جس کی معیشت اپنی داخلی تخلیقی قوتوں کے استعمال کے ذریعہ ترقی کے مراحل طے کرتی ہے۔ سوویت دھرتی نے اکتوبر انقلاب کے بعد کے ۶۰ برسوں کے دوران جو کچھ حاصل کیا ہے وہ سوشلزم کے معاشی نظام کی برتری کا مظہر ہے۔ علاوہ ازیں سوویت یونین اپنی کامیابیوں میں ترقی پذیر دنیا کو فراخدلی کے ساتھ شریک کرتا ہے۔ اس ضمن میں اپنی آزادی کے لئے مصروف جہاد تمام قوموں کے ساتھ سوویت یونین کی یک جہتی کا بطور خاص ذکر کیا جانا چاہئے۔

اکتوبر انقلاب مصروف جہاد قوموں کے لئے مینارۂ نور ہے قومی آزادی کی تحریک کے ارتقار کے لئے ضروری ہے کہ سوویت برادری کا وجود برقرار رہے۔ فاشزم پر سوویت یونین کی فتح کے بغیر، سوشلسٹ ملکوں کی برادری کے ملکوں کے ظہور کے بغیر کیوبا، ویت نام، لاؤس، کمپوچیا اور انگولا کے عوام فتح سے ہمکنار نہیں ہو سکتے تھے۔

اکتوبر انقلاب کے ناقابل تسخیر تصورات

جارج سیلندیکا

زمبابوے کے محبان وطن کے محاذ کی رابطہ کمیٹی کے رکن۔

زمبابوے کے مجاہد عوام عظیم سوویت عوام کے لئے احترام کا گہرا جذبہ رکھتے ہیں جنھوں نے عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کو فتح مند بنایا، جس کی آنے والی سال گرہ کے لئے یہ اجلاس وقف ہے۔ مارکسزم، لینن ازم کے عظیم نظریہ داں و عامل عظیم لینن کی دانش اور عظیم اکتوبر انقلاب کے تصورات نے بنی نوع انسان کی ترقی کی راہ روشن کی ہے، اندرون ملک اور اپنی بین الاقوامی سرگرمیوں میں ایک انقلابی روش کو روبہ کار لانے کے لئے سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کو خراج تحسین ادا کرتے ہیں۔ ہم اکتوبر انقلاب کی ۷۰ ویں سال گرہ کا پرخلوص خیر مقدم کرتے ہیں اور زبردست اہمیت کے حامل اس واقع کی سال گرہ کے موقع پر سوویت عوام کے بے پایاں جذبۂ مسرت میں برابر کے شریک ہیں۔

انسان اپنی نجات کے لئے صدیوں سے جدوجہد کرتا رہا ہے۔ تاہم موجودہ جدوجہد کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنی ترقی کی شاہراہ کی حیثیت سے سوشلزم کے انتخاب کا خواہشمند ہے اس مقصد و منزل کے تعین نے استعماریت مخالف جدوجہد کی ماہیت اور اس کے امکانات کو واضح کر دیا ہے، اسے ضروری گہرائی اور قوت عطا کی ہے نیز اسے نو استعماری منصوبوں کے مقابلے میں ڈٹ جانے کے قابل بنایا ہے۔ تحریک قومی آزادی نیز استحصال، استعماریت اور سامراج کے خلاف لڑنے والوں کی بین الاقوامی تحریک کے درمیان فطری طور پر نظریاتی رشتے وجود میں آتے ہیں۔ اس وقت مقامی بورژوازی اور بین الاقوامی سری کاروباری نیز سامراج کے درمیان موجود روابط کو بے نقاب کرنا زیادہ آسان ہے۔ اس وقت ہم اس خط کا واضح طور پر مشاہدہ کر سکتے ہیں جو حقیقی آزادی اور ان میں ایک دوسرے سے جدا کرتی ہے، وہ خط جس کے ایک طرف حقیقی آزادی کے لئے مصروف جہاد قوتیں ہیں اور دوسری جانب آزادی کے دشمن سرگرم کار ہیں۔

مارکس کی تعلیم اور عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے نتیجے میں سوویت ریاست کے جنم نے نظری اور عملی دونوں ہی اعتبار سے تحریکات آزادی کی راہ ہموار کی جن میں سے بعض اس وقت تک اپنا مقصد حاصل کر چکی ہیں اور بعض دوسری اپنی جدوجہد کو آگے بڑھا رہی ہیں، آزادی کی جدوجہد، اس کی کامیابیوں اور اس کی عام جیت کے لئے روس کے شہریوں سے اپیل "اُسے زیادہ بہتر اور کوئی پیرہو ہی نہیں سکتا، جسے ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۷ء کو مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندگان کی پیتیر دگراد فوجی، انقلابی کمیٹی نے جاری کیا تھا اور جس میں اس مقصد کی فتح یعنی جمہوری امن کے فوری قیام، زمین کی

نجی ملکیت کے خاتمہ، پیداوار پر مزدوروں کے کنٹرول اور سوویت اقتدار کے قیام کی بات کہی گئی تھی۔

یہ اپیل عملاً ان تمام لوگوں کی امیدوں کی حقیقی ترجمانی کرتی ہے جنھوں نے اپنے آپ کو آزادی کی خاطر جدوجہد کے لئے وقف کر رکھا ہے۔

سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی نے عظیم اکتوبر انقلاب کے پرچم کو ہمیشہ ہی سربلند رکھا ہے، ۱۹۱۷ء سے لے کر آج تک دنیا کی تمام تحریکات آزادی کو معاشی اور سفارت کارانہ ذریعے سے امداد دی ہے۔ ان سرگرمیوں کی بدولت یوروپ، افریقہ، ایشیا اور لاطینی امریکہ کی انقلابی قوتیں انسانی حقوق کے دفاع کے لئے، سوشلسٹ مقصد کی پیروی کے لئے تمام بین الاقوامی فورموں میں ایک متحدہ اور طاقتور قوت کے روپ میں سامنے آئی ہے۔

سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے جنرل سکریٹری لیونید ایلیچ برژنیف کے نام بین الاقوامی سائنٹیفک کانفرنس کے پیغام سے اقتباس

وقت کے گذرنے کے ساتھ ساتھ ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ کی قوموں کی قومی آزادی کی جدوجہد کے سلسلۂ عمل پر لینینی پارٹی کی رہنمائی میں محنت کش عوام کے برپا کردہ عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کا مثبت اثر اور عالمی واقعات کی پوری روش پر اس کا اثر فزوں تر ہوتا جا رہا ہے۔ اس کانفرنس نے ایک بار پھر یہ واضح طور پر دکھا دیا ہے کہ دنیا کی اولین سوشلسٹ ریاست کی تعمیر کا تجربہ، سوویت یونین کی تمام چھوٹی بڑی قوموں کی بھرپور سماجی و ثقافتی ترقی قومی آزادی و سماجی نجات کے لئے نیز استعماریت اور نسل پرستی کے خلاف مصروف جہاد کروڑوں لوگوں کے لئے ایک ولولہ انگیز مثال ہے۔ وہ سوویت یونین کو ایک زبردست قوت تصور کرتے ہیں جو اس سال اپنی عظیم الشان ساٹھویں سال گرہ منا رہی ہے، ان کے نزدیک اس کی حیثیت آزادی اور ترقی کی قوتوں کے ایک مضبوط قلعے کی ہے۔ سوویتیوں کی دھرتی کے شجاعت اور دلیری سے بھرپور ۶۰ سال دنیا کی کایا کلپ کی ایک عظیم تاریخی شاہراہ کے مرادف ہیں اور تمام ترقی پسند انسان سوویت یونین کے اس جشن کو اپنا پسندیدہ تہوار قرار دیتے ہیں۔

اپنے نوآبادیاتی ماضی کے پُرصعوبت ترکہ سے نجات حاصل کرنے، ایک نئے سماج کی تعمیر نیز تمام ملکوں کے درمیان یکساں سطح کے باہم فائدہ بخش معاشی تعاون کے قیام کے لئے نوعمر خود مختار ریاستوں کی مساعی سوویت یونین کی جانب سے مسلسل امداد و حمایت عالمی تاریخی اہمیت کی حامل ہے۔ ہم امن اور قوموں کے درمیان دوستی نیز صلح و آشتی سے متعلق سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی اصول پسندانہ پالیسی کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ دنیا کے تمام امن پسند اور ترقی پسند انسان اس پالیسی کا احترام اور اس کی پرجوش تائید و حمایت کرتے ہیں۔

اس روش کا سرچشمہ عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب ہے، سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی سرگرمیوں میں بحیثیت مجموعی سوویت یونین کی داخلی و بین الاقوامی پالیسی میں عظیم لینن کے لافانی تصورات کو عملی پیکر ملا ہے۔

TION

Price : 30 Paise

قیمت : ۳۰ پیسے

آر. جی. آکولوف نے شعبۂ اطلاعات، سفارت خانۂ سوویت یونین مقیم ہند،
۲۵. بارہ کھمبا روڈ، نئی دہلی سے شائع کیا اور مرکری پرنٹرز، چوڑی والان، دہلی میں طبع ہوا.
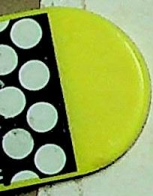
THE GREAT OCTOBER SOCIALIST REVOLUTION AND NATIONAL LIBERATION

COMPILED BY
KAREN GEVORKIAN

(Urdu) 1977

اس کتاب کے لئے کُل مواد
نووستی پریس ایجنسی نے فراہم کیا

Price : 30 Paise

قیمت : ۳۰ پیسے

آر. جی. آکولوف نے شعبۂ اطلاعات، سفارت خانہ سوویت یونین مقیم ہند،
۲۵۔ بارہ کھمبا روڈ، نئی دہلی سے شائع کیا اور مرکری پرنٹرز، چوڑی والان، دہلی میں طبع ہوا۔